انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوھرِ حکمت
(تیسواں شمارہ)

ملیکۃ العرب سیدہ خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

(حصہ اوّل)

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (تیئیسواں شمارہ)

ملیکۃ العرب جناب خدیجۃ الکبریٰ علیہا السلام

(حصہ اوّل)

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : ملیکہ العرب جناب خدیجہ الکبری علیہا السلام (حصہ اوّل)

اقتباس از : الانوار الساطعۃ من الغراء الطاهرۃ خدیجۃ علیہا السلام بنت خویلد

مترجم و کمپوزنگ : حجۃ الاسلام مولانا شیخ عبداللہ عترتی

ترتیب : حجۃ الاسلام مولانا سید ہاشم عباس زیدی

تصحیح : حجۃ الاسلام مولانا قمر علی لیلانی

ڈیزائنر : علی رضا بھانجی

تاریخ اشاعت : ذوالقعدۃ ۱۴۴۳ھ

پیشکش : گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحار الانوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

مرحوم اکبر علی لیلانی

مرحوم روشن علی لیلانی

مرحومہ گلشن بانو لیلانی

مرحومہ مریم بائی پنجوانی

مرحوم برکت علی پنجوانی

مرحوم مشتاق احمد دھارسی

مرحومہ رشیدہ بانو دھارسی

لیلانی خاندان کے تمام مرحومین

دھارسی خاندان کے تمام مرحومین

مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین

پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین

ہیمانی خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم عبد الحسن راجانی

مرحومہ سکینہ زوجہ عبد الحسن راجانی

مرحومہ ممتاز بانو زوجہ اقبال علی لیلانی

مرحوم غلام عباس فرشتہ

مرحوم محمد حسین دیوجانی

مرحومہ شمیم بانو بنت رضا حسین بادامی

وکیل خاندان کے تمام مرحومین

بھوجانی خاندان کے تمام مرحومین

لیلانی خاندان کے تمام مرحومین

ماکانی خاندان کے تمام مرحومین

مرچنٹ خاندان کے تمام مرحومین

گھوگھی خاندان کے تمام مرحومین

وزیر خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم محمد بلال ابن علی رضا بھوجانی

مرحوم عون علی ابن محمد حسین دیوجانی

دیوجانی خاندان کے تمام مرحومین

منجی خاندان کے تمام مرحومین

آغا خاندان کے تمام مرحومین

مرحوم یوسف علی نرسنگھ

مرحوم محمد تقی ابن راشد موراج

مرحومہ شمیم محمد ابن محمد حسین ماؤجی

ویردی والا خاندان کے تمام مرحومین

فرشتہ خاندان کے تمام مرحومین

پیرانی خاندان کے تمام مرحومین

آصف رضا کے خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ قریشہ بیگم بنت زوار حسین
مرحومہ طاہرہ خاتون بنت عطرت حسین
مرحوم زرینہ وصی بنت وصی حیدر
مرحوم نذر حیدر ابن وصی حیدر
لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم عون علی ابنِ علاؤدین راؤجانی
بیلغام والا خاندان کے تمام مرحومین
راؤجانی خاندان کے تمام مرحومین
لیاقت علی فاضل کے خاندان کے تمام مرحومین
حاجی حسین لاکھانی کے خاندان کے تمام مرحومین
غلام عباس نصیر کے خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم اکبر علی ابن حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)
محمد علی زاہد نورانی کے خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ امینہ بائی زوجہ اکبر علی حسن علی دیوجانی (تلاجہ والا)
مرحوم سید علمدار رضا رضوی ابنِ سید محمد مُرتضیٰ رضوی
مرحوم سید نادر حسین رضوی ابن سید مظہر حسین رضوی
مرحومہ سیدہ کہکشاں پروین بنت سید وصی حیدر رضوی
مرحومہ نصرہ بانو بنت حیدر علی زوجہ صادق حسین پنجوانی
مرحوم سید عطرت حسین رضوی ابن سید قربان علی رضوی
مرحومہ نسیم بانو زوجہ عون علی راؤجانی بنت عبدالحسین بیلغام والا
مرحومہ اشرف بائی بنت حاجی رضا علی بادامی زوجہ حیدر علی وریتج والا
مرحومہ سیدہ زاہدہ منور رضوی بنتِ سید وصی حیدر رضوی زوجہ سید منور رضوی

مونی خاندان کے تمام مرحومین
مرحومہ سکینہ بانو زوجہ حسن علی والجی
مرحومہ مونا فاطمہ بنت حسین علی وکیل
وکیل خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم آغا جمیل حسین ابن آغا محمد حسین
مرحومہ سیدہ عزیز فاطمہ بنت یوسف علی
مرحوم سید وصی حیدر ابن میر نادر حسین
مرحوم حیدر علی رجب علی وریتج والا
مرحوم رجب علی وزیر علی پوناوالا
وریتج والا خاندان کے تمام مرحومین
پوناوالا خاندان کے تمام مرحومین
مرحوم یونس ابنِ فقیر حسین
سومجی خاندان کے تمام مرحومین

قواعد وضوابط

۱۔ سوالنامہ گذشتہ ایڈیشن کی طرح اس بار بھی کتاب کے ساتھ نہیں دیا جائے گا بلکہ مقررہ تاریخ ۲۴ جولائی ۲۰۲۲ بروز اتوار صبح ۱۲ بجے مقررہ علاقے میں معین سینٹرز میں لیا جائے گا۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر کسی طرح کا نشان نہ لگائے چاہے مٹائے جانے کا نشان ہی کیوں نہ ہو بصورت دیگر جواب غلط شمار ہو گا۔ جوابات اسی کتابچے میں موجود مواد کے مطابق چیک کیے جائیں گے۔

۵۔ دوران امتحان کسی بھی طرح کی نقل یا آپس میں گروپنگ کی گئی تو امتحانی پیپر کینسل کر دیا جائے گا۔

۶۔ امتحان میں ادارے کی طرف سے دیئے گئے کتابچہ کے علاوہ کسی بھی طرح کا دیگر مواد رکھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

۷۔ خصوصی انعامات اس بار مرد و خواتین میں یکسان قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم کئے جائیں گے, جس کی تفصیل ذیل میں ہیں:

خصوصی انعامات

پہلا انعام:- Rs.10,000/   دوسرا انعام:- Rs.8,000/   تیسرا انعام:- Rs.6,000/

چوتھا انعام:- Rs.5,000/   پانچواں انعام:- Rs. 2,500/

نوٹ: ۸۰ فیصد (۳۰/۲۴) نمبر لینے ہر نمبر کے عوض بیس روپے بطور انعام دیئے جائیں گے جبکہ ۵۰ فیصد (۳۰/۱۵) نمبر حاصل کرنے پر ہر نمبر کے عوض ۱۰ روپے دیئے جائیں گے۔

۸۔ یہ سلسلہ آن لائن (Audio, Urdu, English & Roman Book) کی صورت میں دستیاب ہے۔

نوٹ: گوہر حکمت کی آن لائن رجسٹریشن فیس ۱۲۰ روپے رکھی گئی ہے۔

۹۔ کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے خصوصاً بیرون ملک رہنے والے مومنین ہمارے ای میل پر رابطہ کریں:
giyf@greenislandtrust.org

۸۔ کتابچہ ۲۰ جون سے ۲۰ جولائی ۲۰۲۲ تک درج ذیل ان سینٹرز سے حاصل کر سکتے ہیں:

- GIYF، امتل اپارٹمنٹ، سولجر بازار نمبر ۱ (صبح ۱۱ سے شام ۷)
- GIWW، راہین ایوینیو، سولجر بازار نمبر ۲ (صبح ۱۰ سے ۱۲ اور شام ۴ سے ۷)
- محمد علی بک ڈپو، سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۸)
- اے ۱۱۴/ ۱۴۵، سروے نمبر ۴۱۷، ملیر (0310-2360183)
- مسجد وحدت المسلمین، چشتی نگر (0312-9743508)
- بقیۃ اللہ اکیڈمی، گلگتی محلہ، نیو میانوالی کالونی، منگھوپیر روڈ (0345-2844736)
- جامع مسجد خدیجہ الکبری، سیکٹر نمبر ۱۱، بلدیہ ٹاؤن (0321-2954620)
- گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول امپھری، پنیال روڈ، گلگت (0310-0775595)
- خیر النساء اکیڈمی، نزد عبد اللہ ہسپتال، اسکردو، بلتستان (0344-9511393)
- مدرسہِ زہرا (باری ماما)، شادمان، بالمقابل اسکالر کالج، لاہور (0321-5550763)
- ۹۵۶-۹۵۷، LMQ روڈ، بالمقابل TCS آفس، ملتان (0321-3389300)
- جامعہ مسجد علی ابن علی طالب علیہ السلام محلہ خواجگان، نارووال (0332-4756937)
- جامع مسجد و مرکزی امام بارگاہ جعفریہ اسٹیل ٹاؤن (0300-2059989)
- امام بارگاہ شاہِ کربلا، اولڈ رضویہ، گولیمار (0306-2099612)

۱۰۔ نتائج کا اعلان ۱۳ اگست ۲۰۲۲ء کو کیا جائے گا۔

۱۱۔ ۲۵ اگست ۲۰۲۲ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

۱۲۔ اس کتابچہ سے متعلق تجاویز یا شکایات ادارہ کے e-mail پر بھیجی جاسکتی ہیں، لیکن انتظامیہ کا فیصلہ حتمی تصور کیا جائے گا۔

فہرست

قواعد وضوابط ۵

پیش لفظ ۱۰

پہلا باب: حضرت خدیجہ علیہاالسلام کی ولادت، اسم مبارک اور کنیت کے بارے میں ۱۱

اسم مبارک: ۱۱

کنیت ولقب: ۱۱

دوسرا باب: جنابِ خدیجہ علیہاالسلام کے نکاح کے بارے میں ۱۳

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت: ۱۳

یہودی عالم کی پیشن گوئی: ۱۵

تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات: ۱۶

ورقہ بن نوفل کی پیشن گوئی: ۱۷

حضرت ابو طالب علیہ السلام کا مشورہ: ۱۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے دل میں رغبت: ۱۹

حضرت خدیجہ علیہاالسلام کا خواب: ۲۰

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی جناب ِ خدیجہ علیہاالسلام کے گھر آمد: ۲۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر مامور فرشتہ: ۲۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب خدیجہ علیہاالسلام کے گھر آمد: ۲۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتحان: ۲۶

سفر تجارت کی تیاری: ۲۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قافلہ سالاری: ۳۰
وادی امواہ میں قیام: ۳۱
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے سیلاب سے نجات: ۳۲
ابو جہل کی سازش: ۳۳
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرامات: ۳۷
ایلہ کے مقام پر ایک راہب کی پیشن گوئی: ۳۸
شہر شام میں آمد: ۴۸
ایک یہودی کی سازش: ۴۸
شام سے واپسی کا سفر: ۵۱
مکہ پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال: ۵۷
سفر کی روداد: ۵۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ابو طالب علیہ السلام کی گھر واپسی: ۵۹
جناب خدیجہ علیہا السلام کے گھر آمد: ۶۰
جناب خدیجہ علیہا السلام کی شادی کی پیشکش: ۶۱
رشتہ کے بارے میں اپنے چچاؤں سے مشورہ: ۶۳
حضرت صفیہ علیہا السلام کی جناب خدیجہ علیہا السلام کے گھر آمد: ۶۵
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کا جناب خدیجہ علیہا السلام کے پاس رشتہ لے کر جانا: ۶۶
حضرت خدیجہ علیہا السلام کا ردعمل: ۶۸
ورقہ کا خویلد کو مشورہ: ۷۱
ورقہ اور خویلد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کے پاس آمد: ۷۳
خانہ کعبہ میں اجتماع: ۷۴

ورقہ کی جناب خدیجہ علیہاالسلام کو خوشخبری: ۷۶
عقد نکاح کی تیاریاں: ۷۷
عقد نکاح کی محفل: ۷۸
خویلد کی گفتگو: ۸۰
جناب ابو طالب علیہ السلام کا خطبۂ نکاح: ۸۱
ابو جہل کی گستاخی اور جناب ابو طالب علیہ السلام کا جواب: ۸۲
نکاح کے بعد آسمان والوں کی خوشی: ۸۳
ابو جہل کی گستاخی: ۸۴
جناب خدیجہ علیہاالسلام کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا تمام مال نثار کر دینا: ۸۴
حضرت ابو طالب علیہ السلام کی جانب سے عظیم ولیمے کا انتظام: ۸۶
شبِ رخصتی: ۸۷

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ "گوہر حکمت" کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار بھی اس کتابچہ کے لیئے مواد معروف کتاب " الانوار الساطعۃ من الغراء الطاهرة خدیجۃ علیہا السلام بنت خویلد " کے مصنف، الشیخ غالب السیلاوي سے اقتباس لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں مولف نے سیرت جناب خدیجۃ الکبری علیہا السلام کو مختلف عنوانات کے تحت عمدگی سے تصنیف کیا ہے۔ اردو دان طبقے کے لئے زبان کی سلاست کے پیش نظر اصل متن سے تقابل کرتے ہوئے کئی مقامات پر اردو ترجمے میں کئی اصلاحات بھی کی گئی ہیں۔

مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا سید ہاشم عباس زیدی، مولانا مصطفی علی وکیل، مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی اور مولانا قمر علی لیلانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

مولانا غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب: حضرت خدیجہ علیہا السلام کی ولادت، اسم مبارک اور کنیت کے بارے میں

محدث جلیل علامہ ٔ دہر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کی ولادت باسعادت واقعہ ٔ فیل سے پندرہ سال قبل ہوئی۔

اسم مبارک:

خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد بن أسد بن عبد العزی بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لؤی بن غالب، اور والدہ ماجدہ کا اسم مبارک فاطمہ بنت زائدہ بن الأصم، اور آپ علیہا السلام کا سلسلہ ٔ نسب لؤی بن فہر بن غالب تک پہنچتا ہے۔

کنیت ولقب:

جناب خدیجہ علیہا السلام کی کنیت اُم ہند تھی۔[1] نیز ابو الفرج اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کنیت کا ذکر کیا ہے۔[2] علامہ ھیثمی نے ذکر کیا ہے کہ جنابِ خدیجہ علیہا السلام کی کنیت زمانہ ٔ جاہلیت میں ''طاہرہ'' تھی۔[3] علامہ زرقانی نے شرح کرتے ہوئے بیان کیا کہ: زمانہ ٔ جاہلیت میں جنابِ خدیجہ علیہا السلام کو ''طاہرہ'' ان کی شدید پاکدامنی

---

[1] ۔ روي أن خديجة رضوان الله عليها كانت تكنى أم هند. بحار الانوار، ج۱۶، ص۱۲۔

[2] ۔ الاغانی، ج۱۶ص۱۴۵۔

[3] ۔ مجمع الزوائد، ج۹، ص۲۱۸۔

کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔ نیز "سیدۂ نساء قریش" بھی کہا جاتا تھا۔[1] سیرتِ حلبیہ کے مصنف نے بھی یہی ذکر کیا ہے۔[2]

زبیر بن بکار کہتے ہیں: بعثت سے قبل آپ علیہاالسلام کو طاہرہ کہا جاتا تھا، آپ علیہاالسلام کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ قرشیہ ہیں جن کا تعلق بنی عامر بن لوی سے تھا۔[3]

بزرگ فقیہ علمِ رجال کے ماہر علامہ مامقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق آپ علیہاالسلام خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی قرشیہ اسدیہ ہیں اور آپ علیہاالسلام کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ بنت اصم ہیں، زمانۂ جاہلیت میں آپ علیہاالسلام کو طاہرہ کہا جاتا تھا۔[4] اسد الغابہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

---

[1] ۔ شرح المواھب اللدنیۃ، ج۱، ص۱۹۹۔

[2] ۔ السیرۃ الحلبیۃ، ج۱، ص۱۳۷۔

[3] ۔ الإصابۃ في تمیز الصحابۃ، ج۴، ص۲۸۱۔

[4] ۔ تنقیح المقال، ج۳، ص۷۷۔

دوسرا باب: جنابِ خدیجہ علیہاالسلام کے نکاح کے بارے میں

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت:

شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے: وَ خَطَبَ أَبُو طَالِبٍ رَحِمَهُ اللهُ لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) خَدِيجَةَ بِنْتَ خُوَيْلِدٍ رَحِمَهَا اللهُ بَعْدَ أَنْ خَطَبَهَا إِلَى أَبِيهَا وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ إِلَى عَمِّهَا فَأَخَذَ بِعِضَادَتَيِ الْبَابِ وَ مَنْ شَاهَدَهُ مِنْ قُرَيْشٍ حُضُورٌ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِنْ زَرْعِ إِبْرَاهِيمَ وَ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ وَ جَعَلَ لَنَا بَيْتاً مَحْجُوجاً وَ حَرَماً آمِناً يُجْبَى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ وَ جَعَلَنَا الْحُكَّامَ عَلَى النَّاسِ فِي بَلَدِنَا الَّذِي نَحْنُ فِيهِ ثُمَّ إِنَّ ابْنَ أَخِي مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا يُوزَنُ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا رَجَحَ وَ لَا يُقَاسُ بِأَحَدٍ مِنْهُمْ إِلَّا عَظُمَ عَنْهُ وَ إِنْ كَانَ فِي الْمَالِ قُلٌّ فَإِنَّ الْمَالَ رِزْقٌ حَائِلٌ وَ ظِلٌّ زَائِلٌ وَ لَهُ فِي خَدِيجَةَ رَغْبَةٌ وَ لَهَا فِيهِ رَغْبَةٌ وَ الصَّدَاقُ مَا سَأَلْتُمْ عَاجِلُهُ وَ آجِلُهُ مِنْ مَالِي وَ لَهُ خَطَرٌ عَظِيمٌ وَ شَأْنٌ رَفِيعٌ وَ لِسَانٌ شَافِعٌ جَسِيمٌ فَزَوَّجَهُ وَ دَخَلَ بِهَا مِنَ الْغَدِ فَأَوَّلُ مَا حَمَلَتْ وَلَدَتْ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدٍ ص۔[1]

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہ علیہاالسلام بنت خویلد کے رشتے کی بات ان کے والد یا چچا سے کر رہے تھے تو جناب ابو طالب علیہ السلام قریش کے سامنے حاضر ہوئے اور کمرے کے دروازے کے دونوں حصوں کو پکڑ کر نکاح کے خطبے کا اس طرح آغاز کیا:

---

[1] ۔ من لایحضرہ الفقیہ، ج۳، ص۳۹۷۔

تمام تر تعریف اس خدا کے لیے ہے کہ جس نے ہمیں نسل ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام سے قرار دیا ہے اور ہمارے لیے ایسے گھر (خانہ کعبہ) کو قرار دیا ہے کہ جس کے گرد لوگ طواف کرتے ہیں اور اس کو پر امن حرم قرار دیا ہے کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس کی طرف لائی جاتی ہیں اور ہمیں اپنے شہر میں لوگوں پر حاکم قرار دیا ہے، پھر کہا: یہ میرا بھتیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہے۔ ان کا قریش میں جس کسی سے بھی موازنہ کیا جائے گا تو یہ اس سے برتر و بالاتر ہوگا اور ان کو کسی سے بھی قیاس نہیں کیا جا سکتا مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے عظیم تر ثابت ہوں گے، اگرچہ مال کے لحاظ سے اسکا ہاتھ خالی ہے (لیکن یہ کوئی عیب نہیں ہے) کیونکہ مال و ثروت ایک ناپائیدار چیز اور جلدی سے گزر جانے والا سایہ ہے اور اب وہ خدیجہ علیہا السلام کو اور خدیجہ علیہا السلام ان کو چاہتی ہے اور حق مہر جو بھی ہوگا، وہ میرے ذمہ پر ہوگا، چاہے وہ مہر نقد ہو یا ذمہ پر ہو، وہ بلند مقام اور ان کی شخصیت عظیم اور ان کی زبان نرم اور تاثیر گزار ہے۔

جناب ابو طالب علیہ السلام نے خدیجہ علیہا السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں قرار دے دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے دن اس سے شادی کی اور جناب خدیجہ علیہا السلام پہلے بیٹے عبد اللہ ابن محمد سے حاملہ ہو گئیں۔

سید جلیل القدر صدر الدین علی خان مدنی نے ذکر کیا ہے کہ خطبہ نکاح میں ایک روایت کے مطابق یہ جملہ بھی ذکر ہوا ہے "و لہ و اللہ بعد نبأ شایع و خطب جلیل"۔ یعنی: اللہ کی قسم کچھ ہی عرصہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پوری دنیا میں پھیل جائے گی اور (لوگوں کے درمیان) ان کی جلیل القدر شان ہوگی"۔ (اس جملے پر تبصرہ کرتے ہوئے) سید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امامیہ کا کہنا ہے: حضرت ابو طالب علیہ السلام کے ایمان پر خطبۂ نکاح ہی دلیل کے لئے کافی ہے۔ کیا کسی نے اس طرح کے شخص کو کبھی دیکھا ہے جو جانتا ہو (یعنی حضرت ابو طالب علیہ السلام) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پورے عالم میں پھیل

جائے گی اور ان کی شان جلیل القدر ہو گی اور پھر انہی سے دشمنی اور عناد بھی رکھے اور پھر ان کو جھٹلائے بھی، جب کہ وہ شخص عاقل و بالغ بھی ہو؟ عقل اس بات کو ردّ کرتی ہے۔[1]

یہودی عالم کی پیشن گوئی:

بحار الانوار میں ذکر ہوا ہے کہ ابو الحسن بکری نے کتاب الانوار میں کہا ہے: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر کے پاس سے گزر رہے تھے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام اپنے خاندان کی عورتوں، کنیزوں اور خادمین کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں نیز ایک یہودی عالم بھی آپ علیہا السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوا تو اس یہودی عالم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور کہا: اے خدیجہ علیہا السلام! یہ جو نوجوان ابھی آپ کے گھر کے پاس سے گزرا ہے کسی کو حکم دے کر انہیں یہاں بلائیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی کنیزوں میں سے کسی ایک بلانے کے لیے بھیجا۔ اس نے آکر کہا: اے میرے سردار! میری آقازادی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے کر آئے اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: اے یہودی عالم! کیا یہی ہیں وہ جن کی طرف تم نے اشارہ کیا تھا؟

اس نے کہا: جی ہاں یہ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

یہودی عالم نے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے گزارش کی: مجھے اپنا پیٹ (شکم) دکھائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دکھایا۔ جب اس نے دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم یہ نبوت کی مہر ہے۔

---

[1]۔ الدرجات الرفیعۃ فی طبقات الشیعۃ ص ۵۱۔

حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے کہا: اگر تمہیں اِن کے چچانے اس طرح دیکھ لیا کہ تم ان کے بارے میں اس طرح تحقیق و تفتیش کر رہے ہو تو تمہارے ساتھ کیا برتاؤ ہو گا تم نہیں جانتے۔ کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا انہیں یہودی عالموں سے بچا کر رکھتے تھے۔ اس یہودی عالم نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برا کرنے کی جرات بھی کس میں ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام کی قسم! یہ رب العالمین کے آخری رسول ہیں، پس خوش نصیب ہے وہ خاتون جن کے یہ شوہر ہوں گے۔ جو خاتون ان کی زوجہ ہوں گی وہ دنیا و آخرت کے شرف کو پا لے گی۔

حضرت خدیجہ علیہاالسلام کو بہت تعجب ہوا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے۔ اسی وقت سے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں شمع محبت روشن ہو گئی۔

تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات:

حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے فرمایا: اے یہودی عالم! تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں؟ اس نے کہا: میں نے ان کی صفات کو تورات میں پڑھا ہے کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد اور والدہ کا انتقال ہو جائے گا ان کے دادا اور چچا ان کی کفالت کریں گے، نیز وہ قریش میں سے ایک عورت کے ساتھ نکاح کریں گے (جو اپنی قوم کی ملکہ ہو گی اور اپنے قبیلے کی امیر ہو گی) اس نے اپنے ہاتھ سے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کی طرف اشارہ کیا اور اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہاالسلام سے کہا: میں جو کچھ آپ علیہاالسلام سے کہہ رہا ہوں اس کو دھیان سے سنیے گا۔

حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے جب یہودی عالم کی گفتگو کو سنا تو دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں محبت پیدا ہو گئی لیکن انہوں نے اس بات کو راز رکھا۔

یہودی عالم نے وہاں سے جاتے ہوئے حضرت خدیجہ علیہاالسلام سے کہا: کوشش کیجیے گا کہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم نہ ہو جائیں کیوں کہ وہ دنیا و آخرت کا شرف ہیں۔

ورقہ بن نوفل کی پیشن گوئی:

حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے ایک چچا تھے جن کو ورقہ کہا جاتا تھا اس نے ساری کتب کا مطالعہ کر رکھا تھا وہ بھی ایک عالم تھے۔ وہ بھی نبیٔ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے بارے میں جانتے تھے۔ ورقہ کی تحقیق کے مطابق وہ ایک عورت (جو کہ قریش کی ملکہ ہو گی اور اپنی قوم کی سردار ہو گی) سے شادی کریں گے وہ عورت اپنا مال اس پر خرچ کر دے گی۔ اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دے گی اور تمام امور میں ان کی مدد گار ثابت ہو گی۔

پس ورقہ جان گیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں خدیجہ علیہاالسلام سے بڑھ کر تو کوئی مال دار نہیں ہے پس وہ ان کے بھائی کی بیٹی خدیجہ علیہاالسلام ہی ہوں گی۔ وہ حضرت خدیجہ علیہاالسلام سے کہا کرتے تھے: اے خدیجہ علیہاالسلام عنقریب تم ایک ایسے مرد سے ملو گی جو زمین و آسمان والوں میں سب سے زیادہ باشرف ہو گا۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کا مشورہ:

حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے ہر طرف غلام اور مویشی پھیلے ہوئے تھے یہاں تک کہا گیا کہ آپ علیہاالسلام کے ۸۰ ہزار سے زیادہ اونٹ تھے جو ہر جگہ پر پھیلے ہوئے تھے، نیز ہر کونے میں آپ علیہاالسلام کی تجارت کا سامان تھا

ہر شہر میں جیسا کہ مصر حبشہ و غیرہ، حضرت ابو طالب علیہ السلام بوڑھے ہو چکے تھے اور کثرتِ سفر کی وجہ سے بدن ضعیف ہو گیا تھا تجارتی سفر انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت کے سبب ترک کر دیا تھا۔ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے کر آئے تو اپنے چچا حضرت ابو طالب علیہ السلام کو پریشان حال دیکھا اور فرمایا: کیا ہوا ہے چچا جان! میں آپ علیہ السلام کو پریشان حال دیکھ رہا ہوں؟

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان لیں کہ ہمارے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ ابھی ہمارا کڑا وقت چل رہا ہے اور نہ ہی کوئی سرمایہ ہے۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرا جسم کمزور ہو گیا ہے۔ میرے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں قبر میں داخل ہونے سے پہلے تمہاری ایسی بیوی دیکھ لوں جس کو دیکھ کر میرا دل مطمئن ہو جائے اور تم اس کے ساتھ زندگی گزارو نیز تمہاری معیشت بھی بہتر ہو جس کا تمہیں فائدہ پہنچے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: چچا جان تو اس بارے میں آپ علیہ السلام کی رائے کیا ہے؟ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جان لیں کہ خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد کے مال سے اکثر لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ وہ اپنا مال ہر اس شخص کے حوالے کرتی ہے جو ان سے تجارت کی غرض سے طلب کرتے ہیں اور پھر مال تجارت لے جا کر فروخت کرتے ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میرے ساتھ چلیں گے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے پاس اور ان سے کہیں گے کہ وہ اپنا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تجارت کی غرض سے دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مال سے تجارت کریں؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا: چلیں ان کے پاس چلتے ہیں جس طرح آپ کو مناسب معلوم ہو آپ وہ کریں۔

ابو الحسن البکری کہتے ہیں: جب عبد المطلب علیہ السلام کے بیٹے جمع ہوئے تو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: ہمارے ساتھ چلیں حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد کے گھر تاکہ ان ہم سے کہیں کہ وہ اپنا مال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجارت کی غرض سے دیں، وہ سب اسی وقت اس گھڑی وہاں سے اٹھے اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے دل میں رغبت:

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا گھر بہت ہی بڑا اور کشادہ تھا یہاں تک کہ سارے مکہ کے لوگ ان کے گھر میں سما سکتے تھے اور انہوں نے گھر کے اوپر نیلے ریشم کا خیمہ نما ایک گنبد بنوایا ہوا تھا۔ اس کے اطراف میں سورج، چاند اور دیگر ستاروں کی نقش نگاری کی گئی تھی۔ ان کو ریشم کی رسیوں سے باندھا ہوا تھا اور اس کے کھمبے لوہے کے تھے، حالانکہ جناب خدیجہ علیہا السلام کے لئے عقبہ بن ابی معیط، صلت بن ابی یہاب دونوں نے ہی رشتہ دیا، ان دونوں میں سے ہر ایک کی ملکیت میں چار سو مرد و عورتیں غلام و کنیزیں تھیں، نیز ابو جہل بن ہشام اور ابو سفیان نے رشتہ دیا، حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان میں سے کسی ایک میں بھی دلچسپی نہیں لی کیونکہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کا دل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہی دھڑک رہا تھا، جب سے آپ علیہا السلام نے عیسائی عالموں، یہودی راہبوں اور کاہنوں سے سن رکھا تھا اور جو انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشانیاں بیان کی تھیں وہ قریش میں نظر نہیں آرہی تھیں۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کہا کرتی تھیں: خوش نصیب ہے وہ خاتون جس کی حیات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہو کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی زندگی بدل دیں گے۔

جب آپ علیہا السلام کے شوقِ انتظار میں شدت آئی تو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے کر آئیں اور فرمایا: اے چچا جان! میں شادی کرنا چاہتی ہوں لیکن نہیں جانتی کس کے ساتھ کروں۔ بہت سے لوگوں نے رشتے بھیجے ہیں لیکن میرا دل ان میں سے کسی کے لیے بھی آمادہ نہیں ہوا۔

ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام کیا میں آپ علیہا السلام کو ایک عجیب و غریب بات بتاؤں؟ فرمایا علیہا السلام: چچا جان وہ کیا بات ہے؟

ورقہ نے کہا: میرے پاس حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے کی کتاب ہے۔ اس میں طلاسم (نقوش ر تعویذ) ہیں اور پانی پر پڑھ پھونکنے کی دعائیں ہیں۔ تم وہ پانی لے کر جاؤ گی اور اس سے نہاؤ گی۔ پھر میں آپ علیہا السلام کو کچھ لکھ کر دوں گا جس میں بعض کلمات زبور کے ہیں اور بعض انجیل کے وہ تم سونے کے وقت اپنے سرہانے رکھو گی اپنے کپڑوں کی طرف توجہ مرکوز کر کے۔ اس وقت جو تمہارا شوہر ہو گا وہ تمہارے خواب میں آئے گا یہاں تک کہ آپ علیہا السلام کو ان کا نام اور کنیت بھی معلوم ہو جائے گی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: چچا جان میں اسی طرح کروں گی۔ ورقہ نے کہا بہت اچھا۔ اس نے تعویذ لکھ کر حضرت خدیجہ علیہا السلام کے حوالے کر دیا۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا خواب:

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ویسے ہی کیا جس طرح ورقہ نے کہا تھا اور آپ علیہا السلام سو گئیں۔ اس طرح انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ان کی طرف ایک شخص تشریف لے کر آئے ہیں جن کا قد نہ ہی بہت لمبا ہے اور نہ چھوٹا ہے۔ ایسی کشادہ آنکھوں والا ہے جن کی سفیدی بہت سفید اور پتلی سخت سیاہ رنگ تھی، کماندار بھنویں، چمکدار ہونٹ، روشن رنگ چہرہ سرخی آمیز، درمیانہ قد بادل اس پر سایہ کیے ہوئے ہے، دونوں

کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے، ایک نوری گھوڑے پر سوار ہے، جس کی لگام سونے کی زنجیر ہے، اس کے اوپر زین خالص سونے کی تھی جس کو ذر و جواہر سے آراستہ کیا ہوا تھا، اس سواری کا چہرہ انسانوں جیسا تھا، دراز دم، اس کے پیر گائیں کی طرح تھے، حد نگاہ اس کی رفتار تھی، سوار کو تیز رفتار پہنچانے والی تھی، اور وہ ابو طالب علیہ السلام کے گھر سے نکلا تھا، جیسے حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان کو دیکھا گلے لگالیا اور اپنے گھر کے حجرے میں بٹھایا، (خواب سے بیدار ہوئیں تو) رات کے باقی حصے میں وہ سو نہ سکیں یہاں تک صبح ہوتے ہی اپنے چچا ورقہ کے پاس چلی آئیں اور فرمایا چچا جان کتنی خوش گوار صبح ہوئی ہے۔ ورقہ نے کہا: تم نے کامیابی حاصل کرلی۔ امید ہے تم نے اپنے خواب میں کچھ دیکھا ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنا خواب بیان فرمایا۔ اس وقت ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام! اگر تمہارا خواب سچا ہوا تو تم بہت ہی بڑی سعادت سے بہرہ مند ہو گی کیوں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہے وہ تاج کرامت ہے جو بروز محشر گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا سید العرب والعجم حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

راوی کہتا ہے: حضرت خدیجہ علیہا السلام کا وجد و شوق بڑھتا ہی گیا جب وہ اکیلی ہوتیں تو وہ بہت زیادہ گریہ کرتیں اور کچھ اشعار کہتیں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی جنابِ خدیجہ علیہا السلام کے گھر آمد:

راوی کا بیان ہے: میں نے اس عجیب و غریب صورت حال میں دیکھا کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے جیسے ہی شعر کہہ کر مکمل نہیں کیا تھا کہ دق الباب ہوا، حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی کنیز کو حکم دیا جاؤ اور دیکھو دروازے پر کون آیا ہے امید ہے کہ اس میں دوستوں کے بارے میں کوئی خبر ہو گی۔

راوی کہتا ہے: کنیز جب نیچے دروازے پر آئی دیکھا تو حضرت ابو طالب علیہ السلام ہیں اپنے بیٹوں کے ساتھ ہیں، وہ واپس گئیں حضرت خدیجہ علیہا السلام کے پاس اور کہا: آقازادی علیہا السلام دروازے پر عربوں کے سردار حضرت ابو طالب علیہ السلام اور ان کے بیٹے آئے ہوئے ہیں، یہ سنتے ہی حضرت خدیجہ علیہا السلام کا چہرہ کِھل اٹھا۔ نہایت خوشی و سرور میں کنیز کو حکم دیا کہ ان لوگوں کے لیے دروازہ کھولو اور میسرہ کو خبر دو کہ وہ ان لوگوں کے لیے تکیے لگائے، میں امید کرتی ہوں کہ میرے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کے ساتھ تشریف لے کر آئے ہوں۔

راوی کہتا ہے: میسرہ نے اعلی و عمدہ نوعیت کے قالین بچھائے ابھی ٹھیک سے بیٹھے بھی نہیں تھے کہ مہمانوں کے لیے طائف و شام کے علاقوں سے درآمدہ شدہ طرح طرح کے میوہ جات و کھانے پینے کی اشیاء حاضر کر دی گئیں۔ تناول کرنے کے بعد بات چیت کا آغاز ہوا۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے حجاب کے پیچھے سے نہایت شائستہ و ادب سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اے مکہ کے سردارو! آپ لوگوں کے توسط سے گھروں میں روشنی اور نور کو جلا ملی شاید آپ لوگوں کو کوئی پریشانی درپیش ہو گی یا زمانہ کی کوئی سختی پیش آئی کیوں کہ آپ کی پریشانیاں حل شدہ اور قندیلیں روشن ہیں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ ایک حاجت لے کر آئے ہیں جس کا فائدہ آپ کو ہی ہو گا اور اس کی برکتوں سے آپ ہی مستفیض ہوں گی۔ فرمایا علیہا السلام: اے میرے سردار !وہ کیا ہے؟ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ آپ کے پاس میرے بھائی کے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آئے ہیں۔

جیسے ہی حضرت خدیجہ نبی انور ﷺ کا اسم مبارک سنا اسی وقت اپنا وجود کھو بیٹھیں اور اپنے جوہرِ مقصود کے حصول کا یقین ہونے لگا۔

رسول اللہ ﷺ کی حفاظت پر مامور فرشتہ:

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: اے میرے سردار! محمد ﷺ کہاں ہیں میں خود ان کے منہ سے سننا چاہ رہی ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کو لے کر آتا ہے پس وہ اٹھے اور حضور اکرم ﷺ کو ابطح میں تلاش کیا وہ نہیں ملے دائیں بائیں دیکھا تو لوگوں نے پوچھا: کیا چاہیے؟ فرمایا: میں اپنے بھائی کے بیٹے محمد ﷺ کو تلاش کر رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا: وہ جبلِ حرا میں ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس طرف چل پڑے، دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ وہاں پر سو رہے ہیں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی قبر کے پاس اور آپ ﷺ کے سرہانے ایک عظیم اژدہا ہے جس کے منہ میں پھولوں کا گچھا ہے جس سے وہ خوشبو پھیلا رہا ہے۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو دیکھا تو وہ کہتے ہیں میں اژدہا سے ڈر گیا تو میں نے تلوار کھینچی اور اژدہا کی طرف بڑھا کہ اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی طرف آتے ہوئے تو چیخ کر کہا: اے بھتیجے! میری مدد کرو۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں کھلتے ہی اژدہا غائب ہو گیا جیسے وہ تھا ہی نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: چچا جان کیا ہوا آپ کے ہاتھ میں تلوار بے نیام کیوں ہے؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اژدہا کو دیکھا تو میں نے تلوار نیام سے نکالی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خوف ہو رہا تھا۔ مگر میں خود اس سے ڈر گیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آواز دی مگر جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ کھلی وہ غائب ہو گیا جیسے کہ تھا ہی نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے چچا جان وہ اژدہا نہیں بلکہ ایک فرشتہ تھا میں نے ان کو کئی بار دیکھا ہے اور اس سے بات بھی کی ہے۔ اور اس نے مجھ سے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اپنے ربّ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت پر مامور ہوں دن ہو یا رات دشمنوں کے شر اور ان کے حیلوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کروں گا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کے فضل کا کون انکار کر سکتا ہے۔ اور کہا: چلیں میرے ساتھ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مال کو لے کر تجارت کی غرض سے سفر پر جائیں جہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانا چاہتے ہوں۔ فرمایا: میں شام جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب خدیجہ علیہا السلام کے گھر آمد:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد کے گھر تشریف لے کر آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی جگہ پر تشریف لے کر جاتے تو وہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے سے پہلے ہی نور چھا جاتا تھا، اسی طرح حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں بھی نور چھا گیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنے غلام میسرہ سے فرمایا: تم نے خیمہ ٹھیک سے نہیں لگایا تھا کہ اس میں سورج کی روشنی آرہی ہے؟ میسرہ نے عرض کیا: میں نے خیمہ لگانے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی۔ وہ خیمہ سے باہر گیا تو دیکھا کہ خیمہ کی میخیں

اور رسیاں سب ٹھیک سے لگی ہوئی ہیں۔ اس نے دیکھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر آرہے ہیں، تو وہ واپس پلٹ کر گیا اور عرض کیا: میری مالکن یہ جو آپ دیکھ رہی ہیں وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام تشریف لے کر آئیں تا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر سکیں۔ جیسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے کر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے چچا احتراماً کھڑے ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے درمیان میں بٹھایا۔ جب سب بیٹھ گئے تو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کھانا پیش کیا اور سب نے وہ تناول کیا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے عرض کیا: اے میرے سردار! شہر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانوس اور اقدار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن اور انوار کی تجلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں کہ میرے مال پر امین کے طور فرائض انجام دیں اور جہاں چاہیں فروخت کی غرض سے لے کر جائیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں میں راضی ہوں۔ اور اس کے بعد فرمایا: میں شام جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے عرض کی یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منحصر ہے۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانا چاہیں اور میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جو شخص میرا مال تجارت لے کر جائے گا میں ان کو ۱۰۰ اوقیہ (ایک رطل کا بارہواں حصہ تقریباً ایک اونس کے برابر) سرخ سونے کے سکے اور ۱۰۰ اوقیہ سفید چاندی کے سکے اور دو اونٹ دوں گی۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سودے پر راضی ہیں؟ تو حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: وہ اور ہم راضی ہیں اور اے خدیجہ علیہا السلام! آپ کو ان کی ضرورت ہے کیوں کہ اخلاق، امانتداری کے لحاظ سے عرب قوم میں ان کی کوئی مثال نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا امتحان:

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے عرض کی: اے میرے سردار! کیا آپ ﷺ اونٹ کو قابو میں کر کے اس پر سامان لاد سکتے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے میسرہ کو حکم دیا کہ ایک اونٹ لے کر آؤ میں دیکھنا چاہتی ہوں محمد ﷺ اونٹ کو کس طرح قابو میں کر سکتے ہیں؟

میسرہ بہت ہی طاقتور اور ہٹ دھرم قسم کا اونٹ لے کر آ گیا جسے کبھی کسی چرواہے نے اس کے ڈر کی وجہ سے اونٹوں کے بیچ سے نہیں نکالا تھا۔ میسرہ نے اس اونٹ کو حضور اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا تاکہ آپ ﷺ اس پر سوار ہوں۔ اونٹ کی بلبلاہٹ کی وجہ سے اس کی منہ سے جھاگ نکلنا شروع ہو گئے، اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے میسرہ سے کہا: اس اونٹ سے زیادہ آسان اونٹ تمہارے پاس نہیں تھا؟ تم ہمارے بھتیجے کا امتحان لینا چاہتے ہو؟ اس وقت نبی اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ چچا جان رہنے دیں۔

جیسے ہی اونٹ نے رسول اللہ ﷺ کا کلام سنا اونٹ حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں میں آ کر بیٹھ گیا اور اپنا منہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں پر مارنے لگا اور فصیح عربی زبان میں گویا ہوا: کون ہے میرے جیسا جس کی پیٹھ پر سید الانبیاء ﷺ نے سواری کی ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے پاس موجود عورتیں کہنے لگیں: یہ جادو ہے جس کی وجہ سے ایک یتیم نے اونٹ کو اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان عورتوں سے کہا: یہ جادو نہیں بلکہ آیات و کرامات ہیں۔ اس کے بعد کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اونٹ نے کلام کر کے احمد ﷺ کے فضائل کی خبر دی ہے۔ یہی ہیں وہ جس کے ذریعے سے مکہ کو شرف بخشا گیا ہے۔ یہ ہیں محمد ﷺ جو سب سے افضل ترین نبی ہیں۔ وہ شفاعت کرنے والے اور زمین پر رہنے والوں میں سب سے افضل ہیں۔ اے محمد ﷺ سے حسد کرنے والو تم اپنے ہی غصے کے سبب نابود ہو جاؤ گے کیوں کہ حبیب صرف انہی کی ہی ذات ہے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

سفر تجارت کی تیاری:

راوی کہتا ہے: سب حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی اولاد نے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام حضور اکرم ﷺ کی متوجہ ہوئیں اور عرض کی: اے میرے سردار ﷺ! کیا آپ ﷺ کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ اور کپڑے نہیں ہیں جو سفر کے لیے کار آمد ہوں؟ فرمایا: نہیں میرے پاس ان کپڑوں کے علاوہ نہیں ہیں۔ یہ سن کر حضرت خدیجہ علیہا السلام نے گریہ کیا اور عرض کی: میرے پاس سفر کے دوران کام آنے والا لباس ہے مگر ان کا سائز کچھ لمبا ہے آپ ﷺ کچھ دیر رکیں میں ان کو چھوٹا کرتی ہوں۔ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: آپ علیہا السلام وہ لے کر آئیں۔ حضور اکرم ﷺ کی صفات میں سے تھا کہ اگر چھوٹے سائز کے کپڑے پہنتے تو وہ آپ ﷺ کے ناپ کے ہو جاتے اور لمبے پہنتے تو بھی وہ آپ ﷺ کے ناپ کے ہو جاتے تھے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام مصری پاپلین (ایک قسم کا ریشمی کپڑا جو آئرستان میں بنتا ہے، ریشمی اور سوتی تانے بانے سے بنا ہوا کپڑا؛ یا اسی قسم کا مصنوعی کپڑا) عدنی جبہ، یمنی بُردہ (اوڑھنے کی دھاری دار چادر) عراقی عمامہ، کھال سے بنے ہوئے جوتے، بانس کی چھڑی، حضور اکرم ﷺ جب وہ لباس زیب تن کر کے باہر تشریف لے کر آئے تو گویا چودھویں کا چاند نمودار ہوا ہو۔ جناب خدیجہ علیہا السلام نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کچھ اشعار کہے اور پھر فرمایا: اے میرے سردار ﷺ!

آپ کے پاس سواری ہے؟ فرمایا: جب تھک جاؤں گا تو کسی بھی اونٹ پر سوار ہو جاؤں گا۔ حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے عرض کی: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں کیسے چھوڑ سکتی ہوں؟ نہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ مال و دولت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اس کے بعد اپنے غلام میسرہ کو حکم دیا: میرے بھورے رنگ کی اونٹنی کو لے کر آؤ تاکہ میرے سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر سواری کریں، میسرہ اونٹنی لے کر آئے، وہ اونٹنی بہت ہی اعلی اوصاف کی تھی، جس کی سواری کرنے سے تھکاوٹ نہ ہو، اس کے اوپر کوئی چیز رکھنے کی ضرورت نہیں تھی جیسا کہ وہ ایک لگا ہوا خیمہ ہو یا اونچا گبند، اس کے بعد آپ علیہاالسلام میسرہ و ناصح کی طرف متوجہ ہوئیں اور ان دونوں کو حکم دیا: تم دونوں جان لو کہ میں تم دونوں کے ساتھ اپنے مال پر امین بھیج رہی ہوں اور وہ قریش کے امیر اور سردار ہیں، ان کے اوپر کسی کا حکم نہیں چلے گا۔ اگر وہ فروخت کرنا چاہیں تو فروخت کریں اور اگر نہ کرنا چاہیں تو بھی ان کو مکمل اختیار ہے۔ تم دونوں کا کلام نہایت ادب و احترام سے ہونا چاہیے نیز اپنی آوازوں کو ان کی آواز سے اونچی مت کرنا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کو الوداع کیا اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے میسرہ و ناصح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چلے اور اللہ سبحانہ کی آنکھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ رہی تھی۔

شان و شوکت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابطح پہنچے تو وہاں پر لوگ کھڑے ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کو ملاحظہ کیا سب حیران رہ گئے اس منظر کو دیکھ کر دوست خوش ہوئے اور حاسدین غم سے نڈھال ہو گئے۔ اسی وقت ان لوگوں کے دلوں میں چھپا ہوا بغض و کینہ باہر آگیا جنہوں نے (دعوی نبوت کے بعد) جھٹلایا تھا اور مومنین کے عقیدہ میں اضافہ ہو گیا۔

جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نظر پڑی تو شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے وہ ہستی جس کے تبسم کی ضیا سورج اور چودھویں کے چاند کو شرمندہ کرتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزات ظاہر ہوئے جن کو ہم نے دیکھا۔ اے وہ سردار جس کا ذکر مریضوں کی شفا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنچ کر دیکھا کہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مال زمین پر بکھرا پڑا ہے اور اونٹوں پر کچھ بھی سوار نہیں کیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلاموں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے سامان اونٹوں پر سوار کیوں نہیں کیا؟ انہوں نے بہانہ بنایا کہ سامان زیادہ ہے اور ہم لوگ تعداد میں کم ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور اتر کر دامن کو اپنی کمر بند میں ڈالا اور اونٹوں پر سامان سوار کرنے لگے اور فرما رہے تھے: اللہ سبحانہ کی اذن سے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کام کرتے ہوئے دیکھ کر تعجب کیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر کی تو کیا دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخسار مبارک پسینے سے سرخ ہو گئے ہیں، تو یہ دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ نے ایک لکڑی اُٹھائی اور کہا کہ اس میں کوئی ایسی چیز لگاؤں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورج کی دھوپ میں سایہ دے سکے۔ ادھر سے اللہ تبارک وتعالی نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو حکم دیا کہ اے جبرئیل علیہ السلام جنان کے خزانچی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: بادل کے اس ٹکڑے کو لاؤ جسے میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلق کیا تھا۔ جیسے ہی لوگوں نے اس بادل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر دیکھا تو ان کی نظریں وہاں پر جمی کی جمی رہ گئیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کے نزدیک بہت مکرم ہیں اور اس نے انہیں میرے سائے سے بے نیاز کر دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے سفر طے کیا یہاں تک جحفہ الوداع پر پہنچے اور اپنی سواریوں کو روکا تاکہ پیچھے رہ جانے والے پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ کی قافلہ سالاری:

اس وقت مطعم بن عدی نے کہا: آپ لوگ بہت ہی دشوار اور کٹھن راستے کے مسافر ہیں۔ تم لوگوں کا کوئی سرپرست نہیں ہے؟ جس سے مشورہ کریں اور اس کے حکم پر عمل کریں۔ میرے خیال میں تم اپنی طرف سے کسی کو بڑا بنالو تاکہ کسی اختلاف و جھگڑے کی صورت میں اس کی رائے پر بھروسہ کریں اور اس کے حکم کی تعمیل کریں۔ سب نے کہا: تم نے بہت ہی اہم اور اچھی بات کہی ہے۔ بنو مخزوم نے کہا: ہم اپنا سردار اپنے بھائی عمرو بن ہشام مخزومی کو بناتے ہیں۔ بنو عدی نے کہا: ہم اپنا سردار اپنے امیر مطعم بن عدی کو بناتے ہیں۔ بنو نضیر نے کہا: ہم اپنا سردار اپنے امیر نضر بن حارث کو مقرر کرتے ہیں۔ بنو زھرہ نے کہا: ہم اپنا سردار اپنے امیر احیمہ بن الجلاح کو مقرر کرتے ہیں۔ بنو لوی نے کہا: ہم اپنا سردار ابوسفیان صخر بن حرب کو مقرر کرتے ہیں۔

میسرہ نے کہا: اللہ کی قسم ہم اپنا سردار سوائے ہمارے آقا محمد بن عبد اللہ ﷺ کے کسی اور مقرر نہیں کریں گے۔ بنو ہاشم نے کہا: ہمارے سردار بھی محمد ﷺ ہیں۔ ابو جہل نے کہا: اگر تم لوگوں نے محمد ﷺ کو ہمارا سردار مقرر کیا تو میں اپنے پیٹ میں تلوار ماروں گا اور اپنی پشت سے باہر نکالوں گا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو ہاتھ میں لیا اور کہا: اے کمینے اور بدکردار انسان اللہ کی قسم میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تمہارے ہاتھ اور پیر کاٹے اور تمہاری آنکھوں کی بینائی چھین لے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چچا جان! اپنی تلوار کو نیام میں رکھیں اور اپنے سفر کا آغاز شر سے نہ کریں۔ آپ ان لوگوں کو جانے دیں یہ دن کے پہلے پہر میں سفر کریں اور ہم لوگ دوپہر میں سفر کریں گے کیوں کہ سبقت قریش

کے لیے ہے۔ یہ جملہ حضور اکرم ﷺ نے سب کے لئے ادا فرمایا تھا۔ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں نے فرصت کو غنیمت جانا اور سفر شروع کیا۔

وادی امواہ میں قیام:

اس کے بعد لوگوں نے سفر کا آغاز کیا اور مکہ مکرمہ سے دور ایک وادی میں پہنچے جس کو امواہ (بہت سے پانی کی جگہ) کہتے تھے کیوں کہ وہاں سے سیلاب اور شام کی نہریں آکر جمع ہوتی تھیں اور وہیں سے حجاز کے چشمے پھوٹتے تھے لوگوں نے وہاں پر پڑاؤ ڈالا اور اچانک سے بادل جمع ہونا شروع ہو گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے یہاں پر موجود لوگوں کے بارے میں خوف ہے کہ سیلاب ان کو تباہ نہ کر دے۔ سب لوگوں کو یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ میرے حساب سے ہم کو پہاڑ کے پاس جانا چاہیے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے بہت اچھی بات فرمائی۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ قافلے میں ندا دی جائے کہ سب لوگ سیلاب سے بچنے کے لیے اپنا سامان پہاڑ کی طرف لے جائیں، سب نے ایسے ہی کیا ایک آدمی کے علاوہ جس کا تعلق بنو جمع سے تھا اور اس کو مصعب کہا جاتا تھا۔ اس کا بہت سارا مال تھا مگر اس نے اپنی جگہ بدلنے سے انکار کیا اور کہا: اے لوگو! تمہارا دل کمزور ہے، ایسی چیز سے شکست کھا گئے ہو جس کو نہ دیکھا اور نہ معائنہ کیا۔ ابھی اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ گرج چمک سے بارش شروع ہوئی اور سیلاب شروع ہو گیا۔ وادی میں ہر طرف پانی بھر گیا ایسے میں وہ خود سَر شخص اور اس کا مال پانی میں ایسا غرق ہوا کہ جیسے وہاں تھا ہی نہیں۔

لوگوں نے وہاں پر چار روز قیام کیا اور سیلاب میں اضافہ ہی ہو رہا تھا، تو میسرہ نے کہا: اے میرے سردار ﷺ! یہ سیلاب تو ایک ماہ تک جاری رہنے والا معلوم ہوتا ہے حتی کہ کشتیوں کی مدد سے بھی یہاں

سے گزرنا مشکل ہے۔ اس حال میں اگر ہم یہیں پر رکے رہے تو ہم کو نقصان ہو گا۔ زادِ راہ ختم ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ ہم کو مکہ مکرمہ واپس لوٹ جانا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے سیلاب سے نجات:

حضور اکرم ﷺ نے میسرہ کو کوئی جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کو نیند آگئی اور آپ ﷺ نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا جو کہہ رہا تھا: اے محمد ﷺ! پریشان نہ ہوں جب کل کا دن ہو گا تو اپنی قوم کو لے کر جائیں اور وادی کے کنارے کھڑے ہو جائیں۔ جب ایک سفید پرندے کو دیکھیں جو اپنے پروں سے ایک خط پر جا رہا ہو گا تو آپ ﷺ اس کے راستے پر چلیں اور بسم اللہ و باللہ کہتے جائیں اور اپنی قوم کو بھی یہی کلمات کہنے کا حکم دیں۔ جو یہی کلمات کہے گا وہ سلامت رہے گا اور جو منہ موڑے گا وہ غرق ہو جائے گا۔

نبی اکرم ﷺ خواب سے بیدار ہوئے تو نہایت فرحت و خوشی کی کیفیت میں تھے اور میسرہ کو حکم دیا کہ قافلے کے لوگوں کو کوچ کرنے کے لیے کہو۔ لوگوں نے تیاری کر لی اور میسرہ نے اپنی سواری آمادہ کر لی تو لوگوں نے کہا: اے میسرہ! ہم یہاں اس پانی سے کس طرح نکل سکتے ہیں جب کہ کشتیوں کے بغیر یہاں سے نہیں نکلا جا سکتا؟ میسرہ نے کہا: اگر میری بات کرتے ہیں تو مجھے محمد ﷺ کا حکم ہے میں ان کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر دوسرے لوگوں نے بھی کہا: ہم بھی مخالفت نہیں کر سکتے۔ لوگوں نے چلنا شروع کیا اور حضور اکرم ﷺ ان کے آگے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ وادی کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اچانک سے ایک سفید پرندہ پہاڑ کی چوٹی سے نمودار ہوا اس نے اپنے پروں سے سفید خط کھینچی۔ نبی اکرم ﷺ نے آواز دی: اے لوگو تم میں سے کوئی بھی پانی میں وہ کلمات کہے بغیر داخل نہ

ہو۔ جو کلمات ادا کرے گا وہ سلامت رہے گا اور جو ادا نہیں کرے گا وہ غرق ہو جائے گا۔ لوگ پانی میں داخل ہوئے یہ کلمات کہتے ہوئے، ان میں سے دو لوگ پیچھے رہ گئے۔ ایک کا تعلق بنی جمع سے تھا اور دوسرے کا تعلق بنی عدی سے۔ جس کا تعلق عدی قبیلے سے تھا اس نے کہا: بسم اللہ و باللہ اور دوسرے ہٹ دھرم نے کہا: بسم اللات والعزی تو وہ غرق ہو گیا اور عدی قبیلے سے تعلق رکھنے والا با حفاظت اپنے مال کے ساتھ پہنچ گیا۔ لوگوں نے پوچھا: تمہارا ساتھی کیوں غرق ہو گیا؟ تو اس نے بتایا کہ: اس نے نبی اکرم ﷺ کی مخالفت کی تو غرق ہو گیا۔

ابو جہل اور اس کی قوم کو اس بات پر شدید غم و غصہ ہوا اور کہا: یہ سوائے عظیم جادو گری کے کچھ نہیں ہے۔ اس کے کچھ ساتھیوں نے کہا: اے ہشام کے بیٹے! یہ جادو نہیں لیکن اللہ کی قسم خشکی اور تری میں کوئی بھی محمد ﷺ سے افضل نہیں ہے، یہ سن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ابو جہل کی سازش:

ابو جہل نے اپنے لوگوں کے ساتھ سفر شروع کیا یہاں تک کہ وہ ایک کنویں کے پاس پہنچے جہاں پر شام جانے والے عرب پڑاؤ ڈالا کرتے تھے۔ ابو جہل نے کہا: اللہ کی قسم مجھے بہت پریشانی ہو رہی اگر محمد ﷺ اس سفر سے صحیح و سالم واپس مکہ لوٹ کر جاتے ہیں۔ تو میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے لیکن یہ میں کس طرح کر سکتا ہوں وہ تو اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح سامنے سے دیکھ رہے ہوں لیکن میں کچھ ایسا کروں گا جو تم لوگ دیکھتے ہی رہ جاؤ گے۔ اس کے بعد اس نے ریت، بجری، مٹی اور کنکریاں کنویں میں ڈالنا شروع کر دیں اور کنویں کا نشان تک مٹا دینا چاہا۔ ابو جہل کے ساتھیوں نے کہا: یہ تم کیوں کر رہے ہو؟ ابو جہل نے کہا: میں کنویں کو بند کرنا چاہ رہا ہوں اگر یہاں پر بنی ہاشم

آجائیں اور وہ شدید پیاسے ہوں، تو سب کے سب پیاس سے مر جائیں گے۔ یہ سن کر باقی لوگوں نے بھی اس کام میں حصہ لیا اسی طرح کنویں کو بند کر دیا۔ اس کے بعد ابو جہل لعنہ اللہ نے کہا: اب میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد اپنے ایک غلام جس کا نام فلاح تھا، اس کی طرف منہ کیا اور کہا: یہ سواری لو اور یہ کھانے پینے کا سامان، اس پہاڑ کے نیچے چھپ جاؤ جب بنی ہاشم کا قافلہ یہاں پہنچے جن کی قیادت محمد ﷺ کر رہے ہیں۔ وہ تھکے ہارے اور پیاسے یہاں پر پہنچیں گے۔ جب وہ یہاں پر کنویں کو نہیں دیکھ سکیں گے اور پیاس سے مر جائیں گے تو یہ خبر آکر مجھے بتانا۔ جب تم مجھے ان سب کے مرنے کی خبر دو گے تب میں تجھے آزاد کر دوں گا اور مکہ میں جس سے چاہو گے شادی کراؤں گا۔

اس غلام نے خوشی خوشی اس حکم کو قبول کیا۔ اس کے بعد ابو جہل نے اپنا سفر شروع کیا اور غلام حکم کے مطابق وہیں پر چھپ کر بیٹھ گیا۔ بنی ہاشم کا قافلہ بھی وہاں پہنچا جن کی قیادت حضور اکرم ﷺ فرما رہے تھے۔ لوگ جب اس کنویں کی طرف دوڑے تو وہاں پر کنویں کا کوئی نام و نشان ہی موجود نہیں تھا۔ وہ انتہائی مایوس ہوئے اور یقینی موت نظر آنے لگی تو حضور اکرم ﷺ کی طرف آئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہاں پر پانی ہونے کی کوئی جگہ ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں جگہ تھی لیکن اس کنویں کو پتھر و کنکریوں سے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ سن حضور اکرم ﷺ کنویں کی طرف بڑھے یہاں تک کنویں کی جگہ پر پہنچے اور دستِ دعا بلند کر کے فرمایا: اے عظیم اسماء کے مالک! اے زمین کو شگافتہ کرنے والے! اے آسمانوں کو بلندی عطا کرنے والی ذات! ہم کو پیاس نے پریشان حال کیا ہے ہمیں پانی سے سیر اب فرما۔ اسی وقت کنکریوں اور ریت سے گرجنے کی آواز آئی حضورِ اکرم ﷺ کے مبارک قدموں کے نیچے سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ لوگوں نے پانی پیا، جانوروں کو پانی پلایا اور پانی ذخیرہ کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے۔

اس طرف سے ابو جہل کا غلام بھی اپنے مولا کی طرف روانہ ہوا، اس کو آتے ہوئے دیکھ کر ابو جہل نے پوچھا: اے فلاح! کیا خبر لائے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! جس نے محمد ﷺ سے دشمنی کی وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا اور اس کے بعد اس نے ساری روداد ابو جہل کے سامنے بیان کر دی۔ ابو جہل کا غم و غصہ اپنی انتہاء کو پہنچ گیا اور اپنے غلام سے کہا: میرے سامنے سے غائب ہو جا۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ابو جہل نے سفر کیا یہاں تک ملک شام کی وادیوں میں سے ایک وادی میں پہنچے، جس کو ذبیان کہا جاتا تھا۔ اس میں بہت سے درخت تھے۔ اس وادی سے ایک طویل قد و قامت رکھنے والا اژدہا نمودار ہوا گویا کسی کھجور کا درخت ہو۔ اس نے اپنا منہ کھولا اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ یہ سب دیکھ کر ابو جہل لعنہ اللہ کی اونٹنی ڈر گئی۔ اس نے ابو جہل کو گرا دیا جس سے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور وہ بیہوش ہو گیا۔ جب اس کو ہوش آیا تو اپنے غلاموں سے کہا: اس راستے سے ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جب بنی ہاشم کا قافلہ پہنچے جس میں سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ تشریف لے کر آرہے ہوتے ہیں تو ان کو پہلے جانے دیں تو جیسے ہی ان کی اونٹنی اژدہا کو دیکھے گی تو امید ہے کہ وہ ان کو زمین پر گرا دے اور ان کی موت واقع ہو جائے، غلاموں نے حکم کی تعمیل کی۔

جیسے میں بنی ہاشم کا قافلہ پہنچا جس میں سب سے آگے حضرت محمد ﷺ تشریف لے کر آرہے تھے، تو آنحضرت ﷺ نے سوال کیا: اے ہشام کے بیٹے! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ رک گئے ہو حالانکہ یہ وقت تم لوگوں کے رکنے کا نہیں تھا؟ ابو جہل نے کہا: اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم! آپ ﷺ پر سبقت کر کے مجھے شرم آرہی تھی حالانکہ آپ ﷺ اہل صفا کے سردار، اعلی حسب و نسب رکھتے ہیں۔ لعنت ہے اس شخص پر جو آپ ﷺ سے بغض رکھے۔ یہ سن کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور آگے جانے کا ارادہ کیا تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک طرف کیا اور فرمایا: دھیان سے چچا جان ہم کو

آگے کرنے میں ان لوگوں کی کوئی سازش ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ ان سب سے آگے ہوئے اور انہی درختوں والے علاقے میں داخل ہوئے تو اچانک سے بڑا اژدہا نمودار ہوا۔ آنحضرت ﷺ کی اونٹنی ڈر گئی تو آپ ﷺ نے اس کو خاموش کرایا اور اس سے فرمایا کہ تجھے کیا ہوا ہے؟! کیوں ڈر رہی ہے جب کہ تیرے اوپر خاتم الرسل اور امام البشر ﷺ سوار ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ اژدہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جہاں سے آئے ہو وہاں واپس چلے جاؤ۔ خبر دار جو قافلے میں سے کسی کے ساتھ کچھ برا کیا، تو اژدہا اللہ کی قدرت سے بولنا شروع ہو گیا اور کہا: سلام ہو آپ پر اے محمد ﷺ! سلام ہو آپ پر اے احمد ﷺ۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سلام ہے ہر اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور دردناک عاقبت سے ڈرا اور بادشاہوں کے بادشاہ کی اطاعت کی۔

اس وقت اژدہا نے کہا: اے محمد ﷺ! میں کوئی زمینی درندہ نہیں ہوں بلکہ میں جنوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہوں۔ میرا نام ہام بن ھیم ہے۔ میں آپ ﷺ کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں پر ایمان لے کر آیا تھا اور میں نے ان سے شفاعت کی درخواست کی تھی۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا تھا کہ شفاعت کا حق میری نسل سے میرے ایک بیٹے کا ہے۔ جس کا نام محمد ﷺ ہے اور مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اس جگہ پر میری آپ ﷺ سے ملاقات ہو گی۔ میرا انتظار طویل ہو گیا تھا حالانکہ میں نے مسیح علیہ السلام بن مریم علیہا السلام سے بھی ملاقات کی ہے، جس شب وہ آسمان پر گئے تھے اور وہ اپنے حواریوں کو آپ ﷺ کی اتباع کی وصیت اور آپ ﷺ کے دین میں داخل ہونے کا حکم دے رہے تھے۔ اب جب کہ میری آپ ﷺ سے ملاقات ہو گئی ہے تو مجھے اپنی شفاعت سے محروم مت کیجئے گا اے سید المرسلین ﷺ۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہاری خواہش پوری ہوگئی اب تم جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ اور قافلے والوں میں سے کسی کو کوئی اذیت نہ پہنچاؤ۔ اس وقت اژدہا غائب ہو گیا۔ جب لوگوں نے اژدہا کو بات کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو گئے اور رسول خدا ﷺ کے چچاؤں کے یقین و خوشی میں اضافہ ہو گیا۔ اسی طرح حاسدین کا غم و غصہ اور حسد بڑھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی کرامات:

حضور اکرم ﷺ نے ان سب کا شکریہ ادا کیا اور سفر کو جاری رکھا، اس دوران ایک وادی میں پہنچے جہاں پر وہ لوگ جانتے تھے کہ پانی ہوتا ہے لیکن وہاں پر پانی کے آثار تک نہیں تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ نے آستین چڑھائی اپنے دونوں ہاتھ ریت میں ڈالے اور آسمان پر نگاہیں جما کر رکھیں جبکہ آپ ﷺ کے ہونٹ ہل رہے تھے۔ اسی دوران (زمین کے اندر سے) آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی نکلنا شروع ہو گیا اور ایک نہر کی صورت جاری ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے پانی کو روکو کہ کہیں وہ ہمارے سامان تجارت کو بہا کر نہ لے جائے۔ اس کے بعد لوگوں نے پانی پیا، جانوروں کو پلایا اور زادِ راہ کے طور پر ذخیرہ کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے میسرہ سے فرمایا تمہارے پاس اگر کوئی کھجور وغیرہ ہے تو لے کر آؤ، آپ ﷺ کھجور کو کھانے کے بعد گٹھلی کو زمین میں بوتے جا رہے رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا: بھتیجے ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کھجور کا درخت کاشت کرنا چاہ رہا ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کھجوریں کب اُگے گیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک گھنٹے کے بعد ہم اس کی کھجوریں کھائیں گے اور ساتھ بھی لے کر جائیں گے ان شاء اللہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے کھجور کا درخت کاشت ہونے کے پانچ سال بعد پھل دیتا

ہے! حضور ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے ربّ کی عظیم آیات آپ دیکھیں گے۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ لوگ وادی سے آگے نکل گئے۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: چچا جان اسی جگہ پر واپس جائیں جہاں پر کھجوریں ہیں اور ہمارے لیے بھی لے کر آئیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ واپس گئے تو دیکھا کھجوروں کے بڑے بڑے درخت تھے اور کھجوروں سے لدے ہوئے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کھجوریں لیں اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ خود بھی وہ کھجوریں کھا رہے تھے اور لوگوں کو بھی کھلا رہے تھے، لوگوں نے اس پر بہت تعجب کیا۔ ابو جہل لعنہ اللہ نے کہا: اے لوگو جن کھجوروں کو جادوگر محمد ﷺ نے بنایا (نعوذ باللہ) وہ نہیں کھاؤ۔ لوگوں نے جواب دیا: اے ہشام کے بیٹے بکواس بند کرو یہ جادو نہیں ہے۔

ایلہ کے مقام پر ایک راہب کی پیشن گوئی:

پھر یہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کے ایلہ کے مقام پر پہنچے۔ وہاں پر راہبوں کی خانقاہ تھی۔ جس میں بڑی تعداد میں راہب موجود تھے۔ وہاں جو راہبوں کا سردار تھا جس کی عقل و رائے کو تسلیم کیا جاتا تھا، اس کا نام فیلق بن یونا بن عبد الصلیب تھا۔ اس کی کنیت ابو خیبر تھی۔ اس نے بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ اس کے پاس حضرت عیسی علیہ السلام کے عہد کا ایک سفر نامہ تھا، جس میں نبی اکرم ﷺ کی صفات کا تذکرہ تھا۔ وہ راہبوں کو انجیل کی تعلیم دیتے ہوئے جب صفات نبی اکرم ﷺ تک پہنچتا تو گریہ کرتا تھا اور کہتا: اے میرے بیٹو! اس بشیر و نذیر کے آنے کی خبر کب لا کر مجھے دو گے جس کو اللہ سبحانہ تہامہ (مکہ و حجاز کا علاقہ) سے مبعوث فرمائے گا۔ جس کے سر پر عزت و شرف کا تاج ہو گا اور بادل اس پر سایہ فگن

ہوں گے۔ قیامت کے روز گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔راہب اس سے کہتے تھے: اس قدر گریہ و بکا کر کے آپ نے اپنے آپ کو نڈھال کر دیا ہے امید ہے کہ ان ﷺ کے آنے کا زمانہ قریب ہو گا۔

اس نے کہا: جی ہاں اللہ کی قسم! وہ بیت الحرام میں ظاہر ہو چکا ہے۔ان کا دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ بس تم لوگ مجھے ان ﷺ کی حجاز سے یہاں آنے کی خبر کب دو گے، اس حال میں کہ ان کے اوپر بادلوں کا سایہ ہو گا، پھر اس نے کچھ اشعار کہے۔

راوی کا بیان ہے کہ جس قدر ذکرِ حبیب ﷺ کرتے رہے اس قدر ان کی سسکیاں بڑھتی گئیں یہاں تک کہ آنکھوں کی بینائی زائل ہو گئی اور پریشانی میں مزید اضافہ ہو گیا۔ایک وقت وہ آیا جب کچھ راہبوں نے رسول اللہ ﷺ کی پیشانی سے روشن ہوتا ہوا نور دیکھنے کا شرف حاصل کیا۔راہبوں نے دیکھا ایک قافلے سے نور کی کرنیں نمودار ہو رہی ہیں جو ایک میدان سے آرہا ہے۔ان کی قیادت سید الانبیاء ﷺ فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ کے اوپر بادلوں نے سایہ کیا ہوا ہے۔راہبوں نے آکر کہا: اے راہبوں کے سردار! یہ قافلہ حجاز سے آرہا ہے۔راہب نے کہا: میرے بیٹو کتنے قافلے حجاز سے آئے اور گئے اور ایک میں ہوں جو خاص قافلے کی آس لگائے بیٹھائے ہوں؟

راہبوں نے کہا: اے ہمارے والد! ہم نے اس قافلے سے نور روشن ہوتا ہوا دیکھا ہے۔راہبوں کے مرشد نے کہا: پھر تو شقاوت دور ہو گئی اور دکھ درد ختم ہو گئے۔ اس کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے کہا: اے میرے ربّ! میرے مالک و مولا! اس محبوب ﷺ کے صدقے میں جس کے بارے میں پریشان رہ کر میں نے بینائی کھو دی۔ میری آنکھوں کی بینائی واپس لوٹا دے۔ ابھی اس کی دعا پوری نہیں ہوئی تھی کہ راہب کی بینائی واپس آگئی۔

راہب نے اپنے شاگردوں سے کہا: علام الغیوب کی بارگاہ میں اس محبوب ﷺ کی عظمت کو دیکھا تم لوگوں نے؟ پھر اس نے اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے:

نبی ﷺ کے چہرے سے نور نمودار ہوا اور پھیل گیا۔ ایک محب کو زندگی بخشی جو شوقِ دیدار میں جل رہا تھا۔ ان آنکھوں کو شفاء بخشی جو کثرت گریہ سے نابینا ہو گئی تھیں۔ اب وہ سختیوں سے آزاد ہو گیا۔ تم نے دیکھا! کیا میری آنکھیں ان ﷺ کے چہرے کی جھلک دیکھ پائیں گی؟ اس طرح میں گمراہی کی غلامی سے آزاد ہو جاؤں گا؟

اس کے بعد کہا: اے میرے بیٹو! اگر اس قافلے میں وہ وہی مبعوث نبی ﷺ ہیں تو وہ ضرور اس درخت کے نیچے بیٹھیں گے جس کے بعد درخت سرسبز ہو کر پھلدار ہو جائے گا۔ اس درخت کے نیچے متعدد انبیاء علیہم السلام بیٹھے ہیں۔ یہ درخت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے زمانے سے خشک ہے، نیز وہ کنواں جس میں پانی موجود نہیں ہے وہ آکر اس میں سے پانی پیئیں گے، ابھی کچھ وقت نہیں گزرا تھا کہ قافلہ کنویں کے پاس پہنچا اور سامانِ تجارت کو اونٹوں سے اتارا۔

حضور اکرم ﷺ تنہائی کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ درخت کے نزدیک ہوئے تو وہ درخت اسی وقت سرسبز ہو کر پھلدار ہو گیا۔ لوگ جب وہیں ٹھہر گئے تو نبی اکرم ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے اور کنویں کی طرف چلے۔ آپ ﷺ نے کنویں کی طرف دیکھا تو اس کی بناوٹ آپ ﷺ کو پسند آئی۔ آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن گرایا تو اس میں سے میٹھا پانی اُبل آیا۔

جیسے ہی راہب نے یہ سب دیکھا تو کہا: اے میرے بیٹو! اسی دن کا انتظار تھا۔ جاؤ اور بہترین کھانے تیار کرو تاکہ ہم بنی ہاشم کے سردار جو کہ سید البشر ہیں، ان کی دعوت کریں اور تمام راہبوں کے لیے ان ﷺ سے عہد و پیمان لیں۔

تمام افراد نے اطاعت کرتے ہوئے کام میں لگ گئے اور عمدہ کھانے تیار کیے۔ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا: جاؤ اس قافلے کے سردار سے کہو: ہمارے والد نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور انہوں نے آپ ﷺ کے لیے دعوت کا انتظام کیا ہے اور آپ ﷺ سے درخواست کی ہے کہ آپ ﷺ ہماری دعوت کو قبول کریں۔ ان میں سے بعض راہب قافلے والوں کے پاس آئے۔ ان کو ابو جہل لعنہ اللہ سے بہتر کوئی اور معلوم نہیں ہوا اور انہوں نے وہاں پر رسول اللہ ﷺ کو موجود نہیں پایا تو انہوں نے ابو جہل تک پیغام پہنچایا۔ ابو جہل نے قافلے والوں کو آواز لگائی اور کہا کہ: اس راہب نے میری خاطر دعوت کا انتظام کیا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ میں اس کی دعوت کو قبول کروں۔ لوگوں نے سوال کیا کہ مال تجارت کے پاس کس کو چھوڑ کر جائیں گے؟ ابو جہل نے کہا: محمد ﷺ کو اپنے سامان کے پاس امین چھوڑ کر جاتے ہیں اور وہ امین و صادق ہیں۔ قافلے کے لوگ حضورِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی آپ ﷺ ہمارے سامان پر نگران رہیں۔ قافلہ ابو جہل کی قیادت میں راہب کی طرف روانہ ہوا اور اس دوران ابو جہل بہت غرور میں مبتلا تھا، جب وہ عبادت گاہ میں داخل ہوئے اور ان کے سامنے نہایت احترام و اکرام کے ساتھ کھانا لگایا گیا اور لوگوں نے کھانا شروع کیا، ادھر سے راہب ٹوپی پہن کر مہمانوں کو دیکھنے لگا، ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک کر کے دیکھا۔ جب موجودہ لوگوں میں سے کسی میں بھی نبی اکرم ﷺ کی صفات نظر نہیں آئیں تو سر سے ٹوپی اٹھا کر پھینک دی۔ اور زور سے کہنے لگا: وائے ہو میری مایوسی پر وائے ہو میری بد بختی پر۔

اس کے بعد کہا: اے قریش کے سردارو! کیا آپ میں سے کوئی ہے جو یہاں تشریف نہ لایا ہو؟ یہ سن کر ابو جہل نے کہا: جی ہاں ایک چھوٹا لڑکا ہے جو ہماری بعض عورتوں کے سامان تجارت پر ملازم کے طور پر آیا ہے۔ ابھی ابو جہل کی بات مکمل ہی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اس کے منہ پر گھونسہ دے مارا۔ اور کہا: اے کمینے انسان! تم نے یہ کیوں نہیں کہا کہ: ہم میں سے ایک بشیر و نذیر اور سراجِ منیر ہے جو یہاں تشریف لے کر نہیں آئے۔ ہم ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں اپنے مالِ تجارت پر ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و امانتداری کی وجہ سے چھوڑ کر آئے ہیں کیوں کہ ہم میں ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہترین کوئی اور نہیں تھا۔

اس کے بعد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ راہب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے اپنا عہد نامہ دکھائیں اور بتائیں کہ اس میں کیا ہے۔ یہ سن کر راہب نے کہا: اے میرے سردار! یہ ہے وہ عہد نامہ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا ذکر ہے کہ ان کا قد نہ ہی بہت لمبا ہو گا اور نہ ہی بہت چھوٹا، معتدل قد و قامت ہو گی، ان کے کندھوں کے درمیان علامت نبوت ہے، بادل ان پر سایہ سایہ فگن ہوں گے، تہامہ (حجاز) سے مبعوث ہوں گے قیامت کے روز گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے راہب اگر تم انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھو گے تو پہچان لو گے؟

راہب نے عرض کی: جی بالکل۔

BEST FROZEN FOOD IN TOWN

PRINCE POPPY
KITCHEN & BBQ

M. ABBAS BHOJANI
92 311 3911 052

SHARAFAT HUSSAIN BHOJANI
92 300 3004 710

ABUL QASIM LAKHANI
92 324 3250 608

CUSTOMIZED MENU FOR YOUR EVENTS

Yummilicios food coming directly from our cooking experts it will surely make you ask for more..

SPECIAL OFFERS AND PACKAGES FOR NIGHTSTAY AND DAY **PICNIC.**

WE MAKE YOUR EVENTS MEMORABLE WITH OUR UNIQUE FLAVOURS

FACEBOOK/PRINCECATERERS21

دعا امام زمانہ ع

اللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آبَائِهِ

فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِي كُلِّ سَاعَةٍ

وَلِيًّا وَحَافِظًا وَقَائِدًا وَنَاصِرًا وَدَلِيلًا وَعَيْنًا

حَتَّىٰ تُسْكِنَهُ أَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهُ فِيهَا طَوِيلًا

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِينَ

SPONSOR BY

SAMEER ESTATE AND CONSTRUCTION

TRUST NAME IN PROPERTY BUSINESS

0333-2172267 | 0322-3384243 | 0333-3111470

VISIT US SAMIRESTATE

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر آؤ میرے ساتھ کیوں کہ انہی صفات کا مالک ﷺ اس درخت کے نیچے تشریف فرما ہیں۔ راہب اپنی عبادت گاہ سے نکلا اور دوڑتا ہوا آیا یہاں تک وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آکر پہنچا۔

جیسے ہی نبی کریم ﷺ نے ان کو آتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ محبت و شفقت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: خوش آمدید فیلق! اس سے پہلے راہب نے کہا: سلام ہو آپ ﷺ پر اے جوانوں کے والد۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سلام ہو تم پر اے راہبوں کے عالم اور اے یونان بن عبد الصلیب کے بیٹے! راہب نے کہا: آپ ﷺ کو کس نے آگاہ کیا کہ میں فیلق بن یونان بن عبد الصلیب ہوں؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس نے تمہیں آگاہ کیا کہ میں پیغمبرِ آخر الزمان ہوں، یہ سن کر راہب حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں پر گر گیا اور بوسے لیتے ہوئے کہہ رہا تھا: اے سید البشر ﷺ! کاش کہ آپ ہماری دعوت میں شرکت فرماتے، جس سے ہم کو شرف حاصل ہوتا اور روز قیامت آپ ﷺ کی محبت ہماری کامیابی کا سبب ہوتی۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ لوگ اپنا مالِ تجارت مجھے بطور امانت دے کر گئے ہیں۔ راہب نے کہا: اے میرے آقا ﷺ کرم کریں ہماری دعوت میں چل کر شرکت فرمائیں، اگر ان لوگوں کی اونٹ کی رسی بھی یہاں سے غائب ہوئی تو میں اس کے بدلے میں ان لوگوں کو اونٹ دوں گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے چلتے ہیں، حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کے ساتھ راہبوں کی عبادت گاہ میں تشریف لے کر آئے۔ اس عبادت گاہ کے دو دروازے تھے، ایک چھوٹا اور ایک بڑا دروازہ چھوٹے دروازے کے سامنے کنیسہ بنا ہوا تھا جس میں تصاویر و تماثیل رکھے ہوئے تھے۔

جب حضور ﷺ وہاں پر تشریف لائے تو احتراماً تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے بیچ میں اوپر کی جگہ پر بٹھایا۔ راہب آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا دیگر راہبوں نے آپ ﷺ کے حضور شام کے قیمتی لباس پیش کیے۔ اس کے بعد راہب دیر تک آسمان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر کہا: اے میرے اللہ! میرے سردار و مولی! مجھے مہر نبوت دکھایئے، اللہ سبحانہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے نبی کریم ﷺ کے دوش سے کپڑے کو اوپر کیا تو دونوں کندھوں کے درمیان سے مہر نبوت ظاہر ہو گئی اور اس سے نور پھوٹ رہا تھا۔ جب راہب نے نور کی شعاعوں کو دیکھا تو نور کی ہیبت سے سجدے میں گر گیا۔ پھر سر اٹھا کر کہا: آپ ﷺ ہی وہ آخر الزمان نبی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے شکریہ ادا کیا اور لوگ اپنے سامان کی طرف واپس آ گئے۔ ابو جہل کا غم و غصے سے برا حال ہو رہا تھا میسرہ و راہب نبی اکرم ﷺ کے ساتھ میں ہی تھے۔

راہب نے کہا: اے سید البشر! اللہ تعالی آپ ﷺ کو عرب پر حکمرانی عطا کرے گا۔ سارے شہر آپ ﷺ کی ملکیت میں آجائیں گے۔ قرآن کریم آپ ﷺ پر نازل ہو گا۔ لوگ آپ ﷺ کے دین کی پیروی کریں گے اور آپ ﷺ کا دین اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہو گا۔ آپ ﷺ بتوں کو گرائیں گے، گزشتہ ادیان کو منسوخ کریں گے، نفرتوں کی آگ بجھا دیں گے، طاقتوروں کی کمر توڑ دیں گے اور رہتی دنیا تک آپ ﷺ کا نام روشن رہے گا۔

میں آپ ﷺ سے ایک گزارش کرتا ہوں سارے راہبوں کو ذمی قرار دیا جائے اور آپ ﷺ کی امت اسی زمانے میں ان سے جزیہ لیں۔ کاش کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔

نبی اکرم ﷺ نے راہبوں سے عہد کیا اور ان کو عزت دی۔

راہب نے میسرہ سے کہا: اے میسرہ! اپنی مالکن کو میری طرف سے سلام کہنا اور جان لو کہ سید الخلق ﷺ تک پہنچنے میں وہ کامیاب ہو گئیں۔ آنے والے وقتوں میں ان ﷺ کی شان اعلی ہو گی۔ عام وخاص پر سبقت حاصل کرلیں گے، ان سے کہنا کہ کہیں اس سید ﷺ کی قربت سے محروم نہ ہو جائیں کیوں کہ اللہ سبحانہ نبی کریم ﷺ کی نسل کو اس تمہاری مالکن کی نسل سے جاری رکھے گا اور ان کا بھی ذکر رہتی دنیا تک باقی رہے گا۔ ہر کوئی اس سے حسد کرے گا۔ اپنی مالکن کو آگاہ کر دینا کہ کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا سوائے اس صورت میں کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لے کر آئے، ان ﷺ کی رسالت کی تصدیق۔ آپ ﷺ اشرف الانبیاء، افضل الانبیاء اور اعلی صفات کے حامل ہیں، خانہ کعبہ پہنچنے تک حضور اکرم ﷺ کے دشمن یہودیوں سے محتاط رہنا۔

اس کے بعد راہب نے الوداع کیا اور نبی اکرم ﷺ وہاں سے باہر آئے اور اپنے قافلے والوں سے آملے، اسی وقت وہیں سے روانہ ہوئے اور شام پہنچ کر سامان اتارا۔

شہر شام میں آمد:

شہر کے لوگ دوڑے چلے آئے اور سامان خریدا۔ قریش نے اپنا سامان مہنگے داموں میں بیچا، اچھا کاروبار کیا۔ لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سامان نہیں بیچا، اس بات پر ابو جہل لعنہ اللہ نے کہا: اللہ کی قسم خدیجہ علیہا السلام نے اس سفر سے زیادہ برا سفر نہیں دیکھا ہوگا کیوں کہ ان کے سامان تجارت میں سے کچھ بھی فروخت نہیں کیا۔

جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو عربوں نے آواز لگائی، جب سامان خریدنے کی غرض سے ہر طرف نگاہ دوڑائی تو کوئی فروخت کرنے والا نظر نہیں آیا سوائے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سامان کے، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سامان قریش کے سامان سے دگنی قیمت میں فروخت کیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر ابو جہل کو بہت دکھ ہوا۔

ایک یہودی کی سازش:

حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سامان میں سے صرف ایک چمڑے کی تھیلی باقی رہ گئی تھی۔ وہاں پر ایک یہودی آیا جس کو سعید بن قطمور کہا جاتا تھا اور اس کا تعلق یہودیوں کے احبار (دینی سربراہوں) میں ہوتا تھا۔ وہ ایک کاہن تھا، اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کا علم تھا۔ جیسے ہی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو اس نور نبوت کی وجہ سے انہیں پہچان لیا۔ کہا: یہی ہیں وہ جو ہمارے خوابوں کو ملیامیٹ کریں گے۔ ہمارے دین کو معطل اور ہماری عورتوں کو بیوہ کریں گے۔ میں دھوکہ سے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنا چاہوں گا۔ اس کے بعد وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا اور پوچھا: میرے سردار! چمڑے کا تھیلا کتنے کا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ سو درہم اور اس میں کم نہیں ہوں گے۔ یہودی کاہن نے کہا: میں نے

خرید لیا لیکن میری ایک شرط ہے آپ ﷺ میرے ساتھ میرے گھر چلیں گے اور ہمارے ساتھ خانہ کھائیں گے تاکہ ہمارے لیے باعث برکت ہو۔ حضور اکرم ﷺ نے پیشکش قبول فرمائی۔

یہودی نے چمڑے کا تھیلا اُٹھایا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ نبی اکرم ﷺ بھی ساتھ میں روانہ ہوئے۔ جب یہودی کا گھر قریب آیا تو وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس سے کہا: یہ شخص ہمارے دین کو معطل کر دے گا اس کی قتل پر میری مدد کرو۔ بیوی نے کہا: وہ کس طرح؟ تو کاہن نے کہا: اس چکی کے پاٹ کو لے کر گھر کے دروازے کے اوپر بیٹھ جاؤ۔ جب دیکھو کہ وہ ہم سے چمڑے کے تھیلے کی قیمت وصول کر چکے ہوں اور نکل رہے ہوں تو چکی کا پاٹ ان ﷺ کے اوپر دے مارنا تاکہ تم ان ﷺ کو قتل کر دو اور ہم بے فکر ہو جائیں۔ یہودی کی بیوی چکی کا پاٹ لے کر گھر کے چھت پر چڑھ گئی۔ جیسے ہی آنحضرت ﷺ وہاں نکلنے لگے تو اس خاتون نے چکی کا پاٹ پھینکنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالی نے اس کے ہاتھوں کو روک دیا اس کے دل پر لرزہ طاری ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا نور مبارک دیکھ کر بے ہوش ہو گئی۔ اس عورت کے دو بچے تھے جو گھر کے صحن میں کھڑے تھے چکی کا پاٹ ان دونوں پر گر گیا اور وہ بچے مر گئے۔ جب یہودی نے یہ سب دیکھا جو اس کے بچوں کے ساتھ ہوا تو بلند آواز میں کہنے لگا: اے بنی قریظہ! لوگوں نے ہر طرف سے جواب دیا اور پوچھا: کیا ہوا ہے؟

اس کاہن نے کہا جان لو کہ آج تمہارے شہر میں وہ موجود ہے جو تمہارے دین کو معطل، تمہارے خواب چکنا چور کر دینے والا ہے حالانکہ وہ میرے گھر آیا میرا کھانا کھایا اور میرے بچے قتل کر دیئے۔ جب یہودیوں نے اس کاہن کی بات سنی تو گھوڑوں پر سوار ہوئے اور تلواریں نیاموں سے نکال لیں پورے قریش پر حملہ آور ہو گئے۔

جب رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں نے دیکھا کہ یہودی ذرہ پہن کر اپنے عربی گھوڑوں پر آ رہے ہیں، چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، انہوں نے تلواریں کھینچی ہوئی ہیں۔ لوگوں نے کہا: کیا چیز ہے جو اتنے زور سے چیخ و پکار کی آوازیں آ رہی ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار اپنے ساتھ رکھی اور نیزہ اٹھایا اور ذرہ پہن کر یہودیوں پر حملہ کر دیا۔ اس دوران یہودیوں کی شکست خوردہ ہو کر دوڑیں لگ گئیں۔ انہوں نے اتفاق کیا کہ یہودیوں کے سات سردار ! بغیر اسلحے کے آکر بات کریں گے۔ جب قریش نے ان کو بغیر اسلحے کے دیکھا تو پوچھا: تم لوگوں کا مسئلہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے عرب قوم! یہ شخص ﷺ جو تم لوگوں کے ساتھ ہے، وہ سب سے پہلے تو تمہارے شہروں میں بد امنی کا باعث بنے گا، تمہارے مردوں کو قتل اور بتوں کو توڑ دے گا۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ان ﷺ کو ہمارے حوالے کر دیں تاکہ ہم ان ﷺ کو قتل کر دیں، اس طرح تم لوگ اور ہم بھی سکون کی زندگی جیئیں گے۔

جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا: تف ہو تم لوگوں پر۔ ہر گز نہیں، ہم اسے ہر گز تم لوگوں کے حوالے نہیں کریں گے۔ وہ ہمارا نور ہے، وہ ہمارا چراغ ہے۔ اگرچہ ہماری جانیں بھی ان کی حفاظت میں چلی جائیں تو بھی ان پر قربان ہیں۔ باقی مال و دولت کی تو کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ جب یہودیوں نے یہ جواب سنا تو اپنے مقصد میں کامیابی کی صورت نظر نہیں آئی اور مایوس ہو کر واپس پلٹ گئے۔

قریش کو اس جنگ کے نتیجے میں بہت زیادہ مال غنیمت ملا۔ یہودیوں کے گھوڑے، اسلحہ اور فتح کی خوشی میں قریش نے واپسی کے سفر کا آغاز کیا۔ جب ایک جگہ پر رکے تو میسرہ نے لوگوں سے کہا: تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہو گا جس نے ایک بار یا کسی نے دو بار یا کسی نے اس سے زیادہ بار شام کا سفر کیا ہو گا

لیکن کیا تم میں سے کسی نے بھی اس سفر سے زیادہ کبھی نفع حاصل کیا ہے؟ اور اس بار زیادہ نفع حاصل کرنے کی وجہ کوئی اور نہیں بلکہ صرف حضرت محمد ﷺ ہیں، حالانکہ وہ تم لوگوں کے درمیان پیدا ہوا جب کہ ان ﷺ کے پاس مال و دولت بھی زیادہ نہیں ہے۔ تو کیا تم لوگ آپس میں کچھ جمع کر کے ان ﷺ کو ہدیے کی طور پر پیش کرنا چاہو گے تا کہ اس سے ان ﷺ کی معیشت بہتر ہو جائے؟

لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! میسرہ تم نے بہت ہی عمدہ بات کہی ہے۔ پھر اس کے بعد قافلے والوں نے گھنے درختوں اور وافر مقدار میں پانی موجود ہونے والی جگہ پر پڑاؤ ڈلا۔ لوگوں میں سے ہر ایک نے اپنے سامان میں سے قیمتی چیز نکالی اور ہدیے کے طور پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ نبی اکرم ﷺ ہدیے کو پسند کرتے تھے اور صدقے سے کراہت فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے قیمتی اشیاء کو جمع کیا اور حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا اور کہا: یہ ہدیہ آپ ﷺ کو مبارک ہو۔ آپ ﷺ نے وہ سب میسرہ کی طرف کر دیا اور کوئی جواب نہیں دیا۔

شام سے واپسی کا سفر:

اسی طرح قافلہ واپسی کا سفر طے کرتا رہا۔ جنگل و بیانوں سے ہوتا ہوا وادیوں سے گزرتے ہوئے ایک وادی میں پہنچے، جس میں کھجور کثرت سے پائی جاتی تھی۔ وہاں پر بھی عیسائیوں کی عبادت گاہ تھی۔ پھر وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ کے قریب پہنچے اور جحفۃ الوادع پر پڑاؤ ڈالا۔ وہاں پر لوگوں نے اپنے اہل و عیال کی طرف جانا شروع کیا تا کہ ان کو اپنے آنے اور کاروبار میں فائدہ اٹھانے کی خوش خبری دے سکیں۔

ابو جہل لعنہ اللہ نے کہا: اے لوگو! میں نے اس سفر سے زیادہ کوئی منافع بخش سفر نہیں دیکھا! لوگوں نے بھی اثبات میں جواب دیا۔

پھر کہا: ہم میں سب سے زیادہ فائدہ محمد ﷺ کو ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ سامانِ تجارت کو لے جاکر اتنے مہنگے داموں فروخت کر سکتا ہے۔ اس کے بعد لوگوں نے اپنے نمائندے اپنے گھر والوں کی طرف بھیجنا شروع کیے۔

میسرہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی کہ: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! کیا میں آپ ﷺ کو آپ ﷺ کے فائدے کی بات بتاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ میسرہ نے کہا: آپ ﷺ ابھی اسی وقت میری مالکن حضرت خدیجہ علیہا السلام کے پاس جائیں اور ان کے سامان کی بحفاظت پہنچنے کی خوش خبری سنائیں۔ کیوں کہ وہ خوش خبری سنانے والے کو بہت سارا مال عطا کریں گیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ مال آپ ﷺ کو ملے۔ بس آپ ﷺ ابھی اٹھیں اور مکہ جائیں، میری مالکن کو جاکر یہ خوش خبری سنا دیں۔

حضور اکرم ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے اور فرمایا: اے میسرہ! میں تمہارے سامان اور تمہاری جان کے بارے میں تمہیں خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر اکیلے سوار ہوئے اور مکہ کی طرف روانہ ہوگئے اور آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کے لیے ایک فرشتہ بھیجا جو بعید مسافت کو طے کرائے اور مشکل سے مشکل کام کو آسان کرے۔ جیسے ہی نبی پاک ﷺ پہاڑ پر پہنچے اللہ سبحانہ نے نیند کو حکم دیا تو حضور اکرم ﷺ وہیں آرام فرمانے لگے۔ تب اللہ سبحانہ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ جنات عدن میں جائے اور وہاں سے وہ گبند اٹھائے جس کو اللہ تعالی نے

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خلق فرمایا تھا۔ اس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر قرار دے، گبند سرخ یاقوت سے بنا ہوا تھا اور سفید لؤلؤ سے مزین تھا۔ اس کے ظاہری حصے سے باہر کا منظر نظر آرہا تھا اور باہر سے اندر کا منظر دیکھا جا سکتا تھا۔ اس گبند کے چار ستون اور چار دروازے تھے۔ ایک ستون زبرجد کا، ایک یاقوت کا، ایک خالص سونے کا اور ایک لؤلؤ کا۔ دروازے بھی اسی طرح کے تھے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس گبند کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر نصب کر دیا۔ ملائکہ جوق در جوق گبند کے ستونوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے تقدیس و تسبیح کی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے تین طرح کی خوشبوئیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پھیلائیں۔ پہاڑوں نے فخر کیا، درختوں، پرندوں اور ملائکہ کی آواز آئی: لا إله إلا الله محمد رسول الله (صلى الله عليه و آله وسلم) هنيئا لك من عبد ما أكرمك على الله تعالى۔ یعنی: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، مبارک ہو اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر فضیلت عطا کی ہے۔

راوی کہتا ہے: حضرت خدیجہ علیہا السلام ایک اونچی جگہ پر اپنی کنیزوں اور قریش کی کچھ عورتوں کے ساتھ بیٹھی ہوئیں تھیں۔ ان کی نظریں مکہ آنے والے راستوں پر جمی ہوئی تھیں۔ (جب اللہ تعالی نے صرف حضرت خدیجہ علیہا السلام کی آنکھوں سے پردے ہٹائے) تو انہوں نے باب المعلی کی طرف سے ایک نور ابھرتا ہوا دیکھا۔ پھر گبند دیکھا، ارد گرد کے فرشتے دیکھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو رہے ہیں، تو وہ حیران ہو گئیں اور اس طرف دیکھتے ہی رہ گئیں۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر عورتوں نے کہا: ہم کو ایسا کیوں لگ رہا ہے آپ علیہا السلام کسی چیز کو گھور رہی ہیں؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: اے عرب کی عورتو! بتاؤ کیا میں سو رہی

ہوں یا جاگ رہی ہوں؟ عورتوں نے کہا: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ تو جاگ رہی ہیں۔ حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے فرمایا: باب المعلی کی طرف نظر کریں اور اس گنبد کو دیکھیں۔ تم عورتوں کو کچھ نظر آرہا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کو اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔ کیا تم عورتوں کو گبند، سر سبز پرندے جنہوں نے گبند کو گھیرا ہوا ہے، نظر نہیں آرہا ہے؟ عورتوں نے کہا: نہیں ہم کو نظر نہیں آرہا ہے۔ حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے کہا: میں ایک سوار کو دیکھ رہی ہوں جس کا نور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہے اور وہ سبز گبند میں ہے۔ میں نے اتنا خوبصورت منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ ایک بڑی اونٹنی پر سوار ہے مجھے کوئی شک نہیں کہ وہ میری اونٹنی صہباء ہے اور جو سوار ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

عورتوں نے کہا: اے ہماری شہزادی! جو آپ علیہاالسلام کہہ رہی ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہاں سے آسکتا ہے۔ یہ سب تو قیصر و کسری کے نصیب میں بھی نہیں ہے۔ حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے فرمایا: جو میں نے بیان کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اس سے کہیں زیادہ ہے۔

اس کے بعد ملائکہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام گنبد کے ساتھ واپس چلے گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے اور مکہ میں داخل ہو کر حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے گھر کا ارادہ کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے گھر پہنچے تو وہ کہہ رہی تھیں:

کب تک پہنچے گے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاکہ میں ان کو دیکھ سکوں، اس دوران حضرت خدیجہ علیہاالسلام کبھی بیٹھ رہی تھیں اور کبھی کھڑی ہو رہی تھیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دق الباب کیا، تو کنیز نے کہا: دروازے پر کون ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ خدیجہ علیہاالسلام کو ان کے سامان تجارت کے آنے اور اس کی سلامتی کی خوش خبری دینے آیا ہوں۔ جیسے ہی حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کا

کلام سناتو گھر کے صحن کی طرف چلی آئیں اور پردے کے پیچھے کھڑی ہو گئیں۔ ادھر سے کنیز نے دروازہ کھولا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صاحبان خانہ پر سلام ہو۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: میری آنکھوں کے نور آپ ﷺ پر بھی سلامتی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آپ کو آپ کے مال تجارت کی سلامتی مبارک ہو۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: مجھے آپ ﷺ کی سلامتی پر مبارک ہو، اے میری آنکھوں کے تارے! اللہ کی قسم میری نظر میں آپ ﷺ تمام مال و دولت سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کچھ اشعار کہے۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے استفسار کیا: اے میرے حبیب ﷺ قافلہ کہاں پہنچا؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جحفہ کے پاس۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے سوال کیا: آپ ﷺ ان سے کب الگ ہوئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بس ابھی تھوڑی دیر پہلے۔ جیسے ہی حضرت خدیجہ علیہا السلام نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوئے اور کہا: میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں، کیا قافلہ سے آپ ﷺ جحفہ کے مقام سے الگ ہوئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، لیکن اللہ تعالی نے دور کی مسافت کو میرے لیے قریب کر دیا۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: اللہ کی قسم! میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ ﷺ اس طرح اکیلے آئیں بلکہ میں چاہتی تھی کہ آپ ﷺ سب لوگوں کے ساتھ سب سے آگے آرہے ہوتے اور میں آپ ﷺ کو دیکھتی کہ قافلے کی قیادت فرما رہے ہیں، اور پہاڑ کی چوٹی پر میں اپنی کنیزیں اور غلام بھیجتی جو دھونی کی خوشبو پھیلا رہے ہوتے، اونٹ ذبح ہوتے، لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا اور ایک یادگار دن ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل مکہ میں سے کوئی میرے آنے کے بارے میں نہیں جانتا۔ اگر آپ کہیں تو میں واپس چلا جاتا ہوں اور پھر سب کے ساتھ واپسی پر جو کچھ آپ کرنا چاہتی ہیں وہ کر لیجیے گا۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے گزارش کی، اے میرے سردار! تھوڑی دیر کے لیے رُک جایئے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے تازہ کھانا بنایا اور وہ حضور اکرم ﷺ کو ساتھ لے جانے کو دیا اور اسکے ساتھ مشکیزہ میں زم زم کا پانی بھرا اور کہا: آپ ﷺ واپس جاسکتے ہیں اور اسی کے امان میں دیا ہے جس نے زمین کی مسافت کو آپ ﷺ کے لیے سمیٹ دیا تھا۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مختصر سفر کیا اور قافلے والوں تک پہنچ گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ جاگ رہے تھے اور بعض سو رہے تھے۔ جب میسرہ کو آپ ﷺ کے وجود کا احساس ہوا تو کہا: اس اندھیری رات میں کون آیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ﷺ بن عبد اللہ علیہ السلام۔ میسرہ نے کہا: اے میرے سردار! کیا گئے نہیں، جب کہ آپ ﷺ کے اور میرے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ آپ ﷺ مکہ جائیں گے، پھر واپس کس وجہ سے آئے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جا کر واپس آیا ہوں۔ یہ سن کر میسرہ ہنسا اور کہا: آپ ﷺ تو اس پہاڑ سے اتر کر واپس آئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں خانہ کعبہ گیا تھا۔ میسرہ نے کہا: اے میرے سردار! میں نے آپ ﷺ سے سوائے سچ کے اور کچھ نہیں سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے سچ کے سوا کچھ نہیں کہا۔ اگر پھر بھی تمہیں شک ہے تو یہ تمہاری مالکن کی روٹی اور یہ زم زم کا پانی

ہے۔ جیسے ہی میسرہ نے یہ سب دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور کہا: اے قریش کے لوگو! سب نے جواب دیا تو میسرہ نے کہا: حضرت محمد ﷺ مکہ گئے اور وہاں سے واپس آگئے ہیں اور یہ ہے میری مالکن کی روٹی اور یہ رہا زم زم کا پانی۔ لوگوں نے تعجب کیا اور ان کی عقلیں حیران ہو گئیں ابو جہل لعنہ اللہ نے چیخ کر کہا: یہ جادوگر سے بعید نہیں ہے (وہ کر سکتا ہے)۔

مکہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کا استقبال:

جب صبح ہوئی اور قافلے والوں کے پہنچنے کی خبر لوگوں کو موصول ہوئی تو اہل مکہ استقبال کی غرض سے شہر سے نکل پڑے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے غلام اور کنیزیں مکہ کے اطراف میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے کسی بھی غلام کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ ﷺ کے آنے کی خوشی میں اونٹ نحر کرتا۔

اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس چلے گئے اور حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنے اونٹوں کی طرف دیکھا تو وہ صحیح و سالم واپس آئے ہوئے تھے، حالانکہ عام طور سے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بعض اونٹ مر جاتے تھے یا بیمار ہو جاتے تھے لیکن اس سفر میں کسی اونٹ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ قریش ان اونٹوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے، جب ان کے پاس سے ایک اونٹ گزرا تو لوگوں نے پوچھا یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو کہا گیا: یہ ہی وہ اونٹ ہے جس پر محمد ﷺ نے سواری کی تو قریش کی عقلیں دنگ رہ گئیں۔

جب حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مال پہنچا اور سامان تجارت کو کھول کر حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سامنے پیش کیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام حجاب کے پیچھے بیٹھی تھیں اور حضور اکرم ﷺ گھر کے بیچ صحن میں تشریف فرما تھے۔ میسرہ ایک ایک کر کے چیزیں پیش کر رہا تھا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام ایک چیز دیکھ کر دہشت زدہ رہ

گئیں۔ تو انہوں نے اپنے والد کو اپنے گھر آنے کا پیغام بھیجا تا کہ وہ آکر اس چیز کے بارے میں حضرت خدیجہ علیہا السلام کو بتائیں نیز وہ اپنے والد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ترغیب دلائیں۔ کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ خویلد، حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں عمدہ پوشاک زیب تن کئے اور تلوار باندھے ہوئے داخل ہوئے۔ جیسے ہی حضرت خدیجہ علیہا السلام نے دیکھا کھڑی ہو گئیں اور اپنے برابر میں بٹھایا۔ سامان تجارت دکھاتی رہیں اور کہتی رہی: اے میرے والد! یہ سب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوا ہے۔ اس سفر تجارت سے زیادہ فائدہ مجھے کبھی نہیں ہوا۔

سفر کی روداد:

اس کے بعد میسرہ کی جانب متوجہ ہوئیں اور فرمایا: مجھے بتائیں تم لوگوں کا سفر کیسا رہا اور تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا ہوتا دیکھا؟

میسرہ نے کہا: اے میری مالکن! کیا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بتا سکنے کی طاقت رکھتا ہوں؟! اس کے بعد میسرہ نے حضرت خدیجہ علیہا السلام کو سیلاب کے واقعے کے بارے میں بتایا، کنویں کا واقعہ، اژدہا اور کھجوروں کے پیدا ہونے کے بارے میں نیز جو راہب نے میسرہ کو خبر دی تھی اور جو اس نے میسرہ کو خاص پیغام دیا تھا حضرت خدیجہ علیہا السلام کے بارے میں وہ سب بتایا۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: میسرہ خاموش ہو جاؤ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں میرے شوق و جذبے کو مزید بھڑکا دیا ہے، بس تم جاؤ میں نے تمہیں اللہ کی خاطر آزاد کر دیا ہے۔ تم اور تمہاری بیوی، تمہاری اولاد کے لیے ۲۰۰ درہم اور دو سواریاں ہیں۔ میسرہ کو بہت ہی عمدہ لباس دیا جس سے وہ بہت خوش ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا: اے میرے سردار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر کس طرح رہا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خرید و فروخت کی تھی اس کی تفصیلات بتانا شروع کیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے بہت ہی فائدہ حاصل ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور کہا: اے میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے سے بہت ہی خوشی محسوس ہوئی ہے، نہ کوئی مایوسی نظر آئی اور نہ ہی نحوست۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: اے میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جو ہمارے درمیان طے ہوا تھا میں اس سے دگنا ادا کروں گی۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حاجت ہے جس کو میں ابھی ہی پورا کر دوں گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آرام کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس آؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ابو طالب علیہ السلام کی گھر واپسی:

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب علیہ السلام کے گھر میں داخل ہوئے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام اپنے بھتیجے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے، پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے چچا بھی آ گئے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: میرے بیٹے، خدیجہ علیہا السلام نے کیا دیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کے ساتھ وعدے کے مطابق جو طے ہوا تھا اس سے زیادہ دینے کا یقین دلایا ہے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: یہ جلیل القدر نعمت ہے، میں نے طے کیا ہے کہ میں دو اونٹ تمہارے پاس رہنے دوں گا جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر کر سکیں، نیز دو کجاوے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر کرنے کے لیے مناسب ہوں۔ باقی سونا اور چاندی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی قریش کی خواتین میں سے کسی خاتون کے ساتھ کرانے کے لیے رکھ دوں گا۔ پھر

مجھے پرواہ نہیں ہے کہ موت کب اور کہاں آتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چچا جان جس طرح آپ ﷺ مناسب سمجھیں۔

جناب خدیجہ علیہا السلام کے گھر آمد:

جب ظہر کا وقت ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے غسل فرمایا، سفری تھکاوٹوں سے آرام پایا، خوشبو سے خود کو معطر فرمایا۔ دوسرے روز عمدہ لباس پہن کر حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر کی طرف تشریف لے کر گئے۔ جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو میسرہ کے علاوہ وہاں پر کوئی نہیں تھا۔ جب حضرت خدیجہ علیہا السلام نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بے حد خوش ہوئیں۔اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہا: اے میرے سردار ﷺ! کیا آپ ﷺ کی کوئی حاجت ہے جس کو پورا کیا جائے؟ رسول اللہ ﷺ کو بولنے میں حیا محسوس ہوئی، سر کو جھکا لیا اور پیشانی پر پسینہ ظاہر ہو گیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام رسول اللہ ﷺ کی طرف توجہ کی اور شائستہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا: اے میرے سردار ﷺ! اگر میں آپ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ ﷺ مجھے جواب دیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: جب آپ ﷺ اپنے اونٹ اور مال میرے ہاں سے لے کر جائیں گے، تو اس کا کیا کریں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے خدیجہ علیہا السلام آپ یہ جان کر کیا کریں گی؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: میں اور زیادہ دوں گی اور جس قدر زیادہ دے سکی دونگی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو پھر جان لیں کے میرے چچا ابو طالب علیہ السلام نے اشارہ دیا ہے کہ وہ دو اونٹ میرے سفر کرنے اور آمد و رفت کے لیے رہنے دیں گے۔ باقی سونا و چاندی میری شادی کرانے کی غرض

سے رکھیں گے، ایک ایسی عورت سے جو کم مال پر قناعت کر لے اور اس قدر مال و دولت کی خواہش نہ کرے جو میں اس کو نہ دے سکوں۔

یہ سن کر حضرت خدیجہ علیہا السلام نے تبسم کیا اور کہا: اے میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر میں کسی عورت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ کروں، تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہوں گے؟

جناب خدیجہ علیہا السلام کی شادی کی پیشکش:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک خاتون کا انتخاب کیا ہے، وہ مکہ سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم میں سے ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم کی عورتوں میں سب سے زیادہ مال دار اور حسن میں زیادہ خوبصورت، کمال میں عظیم، پاکدامنی میں اعلی، سخاوت میں سب سے زیادہ، طہارت و پاکیزگی میں بے مثال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاموں میں ہاتھ بٹانے والی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کم پر راضی اور غیر کے زیادہ مال و دولت پر راضی نہیں حالانکہ نسب میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت قریب، ان سے شادی کی صورت میں بادشاہ و مال دار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسد کریں گے مگر یہ کہ یہ میں نے اس خاتون کی خوبیاں گنوائی ہیں۔ اب میں اس کے عیب بیان کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا ہیں؟

کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمر میں بڑی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان کا نام بتائیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنیز خدیجہ علیہا السلام ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیا کی وجہ سے گردن جھکا کر خاموش ہو گئے یہاں تک پیشانی پر پسینہ ظاہر ہو گیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی بات کو دہراتے ہوئے

کہا: اے میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا بات ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب کیوں نہیں دے رہے ہیں اور اللہ کے قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی امر کی مخالفت نہیں کروں گی۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی خواہش پر اصرار کرتی رہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے چچا کی بیٹی! آپ علیہا السلام ایک مال دار خاتون ہیں اور میرے پاس تو کوئی مال دولت بھی نہیں اور جو کچھ ہوگا وہی ہوگا جو آپ علیہا السلام مجھے اس سفر تجارت کے عوض دیں گی۔ آپ علیہا السلام کی طرح کی مال دار عورت مجھ جیسے نادار شخص میں دلچسپی کیوں لے گی۔ میں ایسی عورت کی تلاش میں ہوں جس کی وضع و قطع میری طرح کی ہو، اس کی معیشت میری معیشت کی طرح حالانکہ آپ علیہا السلام تو ایک شہزادی ہیں۔ آپ علیہا السلام کی شادی کسی بادشاہ سے ہونی چاہیے۔ جب حضرت خدیجہ علیہا السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو سنی تو کہا: اللہ کی قسم، اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال و دولت کم ہے تو میرے پاس زیادہ ہے، جو اپنی جان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر رہا ہے وہ اپنا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کیوں نہیں کرے گا؟ میں، میرا مال، میرے غلام و کنیزیں اور جو کچھ میری ملکیت میں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کا منتظر ہے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی چیز سے منع نہیں کروں گی۔ کعبہ و صفا کی قسم! میرا گمان نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خود سے دور کریں گے۔ یہ باتیں حضرت خدیجہ علیہا السلام نے دل کی گہرائی سے کہیں تھیں اور اس بات کے کرتے ہوئے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: کتنی بار ہوا ہے کہ کوئی چیز نظروں سے اوجھل ہو جائے لیکن حقیقت کا علم تو ہو ہی جاتا ہے۔ میں اس بارے میں غور و فکر کر کے بات کر رہی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا کے پاس تشریف لے کر جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ میرا رشتہ لینے کے لیے میرے

والد کے پاس تشریف لے کر آئیں اور آپ ﷺ کو حق مہر کے زیادہ ہونے سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، وہ میں خود ادا کروں گی اور میں آپ ﷺ کو ہدایا بھی دوں گی اور ضیافت بھی کروں گی۔ آپ ﷺ تشریف لے جائیں اور ان لوگوں کے بارے میں اچھا گمان کریں جو آپ ﷺ کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہیں۔

رشتہ کے بارے میں اپنے چچاؤں سے مشورہ:

اس کے بعد آنحضرت ﷺ وہاں سے روانہ ہوئے اور اپنے اپنا چچا حضرت ابو طالب علیہ السلام کے پاس تشریف لائے حالانکہ آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر فرح و سرور عیاں ہو رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سارے چچاؤں کو ایک ساتھ ہی پالیا۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر کی اور فرمایا: بھتیجے آپ ﷺ کو خدیجہ علیہا السلام نے کیا دیا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی عطاؤں سے آپ ﷺ کو مالا مال کر دیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چچا جان علیہ السلام مجھے آپ علیہ السلام سے ایک کام ہے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ علیہ السلام میرے دیگر چچاؤں کے ساتھ جائیں اور خویلد سے میرے لیئے خدیجہ علیہا السلام کا رشتہ مانگے۔ یہ سن کر کسی نے جواب نہیں دیا سوائے حضرت ابو طالب علیہ السلام کے اور انہوں نے کہا: اے میرے حبیب ﷺ! تو ہی ہمارا مددگار ہے اور ہم لوگ اپنے امور میں آپ ﷺ سے مشورہ کرتے ہیں اور آپ ﷺ جانتے ہیں کہ خدیجہ علیہا السلام ایک باوقار، فاضلہ خاتون ہیں۔ ننگ و عار اور برائی سے ڈرتی ہیں اور پھر عربوں کے بادشاہوں، سرداروں اور قریش کے با اثر افراد، بنی ہاشم کے سرداروں نے نیز یمن کے بادشاہ، طائف کے اکابرین نے رشتے بھیجے، ان سب نے مال و دولت کی پیشکش کی مگر انہوں نے قبول نہیں کیا۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان سبھی سے بڑا سمجھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے بھتیجے جس کے پاس کوئی مال و دولت نہیں اور نہ ہی کوئی کاروبار ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام شوخ مزاج ہیں، ہو سکتا ہے انہوں نے مزاح میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ بات کہہ دی ہو۔ اس وقت ابو لہب نے کہا: اے بھتیجے ہم کو عربوں کی افواہوں کی ضد میں نہ دھکیل دینا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ویسے بھی خدیجہ علیہا السلام کے قابل نہیں ہیں۔

حضرت عباس علیہ السلام اٹھے اور اس کو ڈانٹتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! تم حقیر اور بد کردار انسان ہو، دوبارہ میرے بھتیجے کے بارے میں خبر دار جو ایسا کچھ کہا۔ اللہ کی قسم! وہ ان لوگوں سے (جنہوں نے خدیجہ علیہا السلام کو رشتوں کی پیشکش کی تھی) جمال و کمال دونوں میں ہی زیادہ ہے تو خدیجہ علیہا السلام کس پر تکبر کرے گی؟ اپنے مال کی زیادتی پر یا اپنے حسن و کمال پر؟ مجھے کعبہ کے رب کی قسم! اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مال کا مطالبہ کرتی ہے تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر صحراؤں اور بادشاہوں کے پاس جا کر خدیجہ علیہا السلام کے مطالبے کی مقدار میں مال و دولت جمع کر کے لاؤں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے میرے بزرگو! ہمارے درمیان باتیں بہت ہو گئیں۔ ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ لوگ جائیں اور رشتہ مانگیں کیوں کہ آپ وہ کچھ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب علیہا السلام اٹھیں اور فرمایا: اللہ کی قسم میں جانتی ہوں میرے بھتیجے نے جو کچھ کہا ہے وہ سب سچ ہے لیکن ممکن ہے کہ خدیجہ علیہا السلام نے مزاح کیا ہو، اس لئے میں جاتی ہوں اور مسئلے کی تحقیق کر کے آتی ہوں۔

حضرت صفیہ علیہاالسلام کی جناب خدیجہ علیہاالسلام کے گھر آمد:

حضرت صفیہ علیہاالسلام نے عمدہ لباس پہنا اور حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں حضرت خدیجہ علیہاالسلام کی کچھ کنیزوں نے حضرت صفیہ علیہاالسلام کو آتے ہوئے دیکھا اور جنہوں نے جلدی سے حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے پاس پہنچ کر انہیں خبر دی کہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب علیہاالسلام ان کے گھر کی طرف آرہی ہیں۔ حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے حضرت صفیہ علیہاالسلام کو آتے دیکھ کر فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارا دشمن کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ حضرت صفیہ علیہاالسلام نے دق الباب کیا، دروازہ کھلا حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے پاس آئیں تو حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے خوش آمدید کہا اور ادب و احترام سے بٹھایا۔ وہ کھانے کا انتظام کرنا چاہتی تھیں لیکن حضرت صفیہ علیہاالسلام نے فرمایا: اے خدیجہ علیہاالسلام میں کھانا کھانے نہیں آئی ہوں بلکہ میرے چچا کی بیٹی میں نے ایک بات سنی ہے وہ پوچھنے آئی ہوں کہ وہ صحیح ہے یا نہیں؟

حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے فرمایا: وہ بات صحیح ہے آپ چاہیں اس کو چھپائیں یا ظاہر کریں۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی کی پیشکش کی ہے۔ شادی کا حق مہر میں نے اپنے ذمے لیا ہے اگر انہوں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم لوگوں سے کسی بات کا ذکر کیا ہے تو انہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھٹلائیں مت۔ میں جانتی ہوں کہ آسمانوں کے ربّ نے ان کی تائید کی ہوئی ہے۔

حضرت صفیہ علیہاالسلام نے تبسم کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! جس شخص سے تم نے محبت کی ہے اس میں تم حق بجانب ہو۔ میں نے ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی جیسا نور نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی میرے بھتیجے سے زیادہ شیریں کلام ہے، نہ ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ میٹھے بول کوئی بول سکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت صفیہ علیہاالسلام نے وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے فرمایا: کچھ دیر رُک جایئے۔ پھر حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے ایک نہایت اعلیٰ و عمدہ قسم کی پوشاک نکالی اور وہ حضرت صفیہ علیہاالسلام کو اوڑھا کر اپنے سینے سے لگایا اور گزارش کی: اے صفیہ علیہاالسلام! تمہیں اللہ کی قسم! تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وصال میں میری ضرور مدد کرو گی۔ حضرت صفیہ علیہاالسلام نے اثبات میں جواب دیا۔ پھر حضرت صفیہ علیہاالسلام اپنے بھائیوں کے پاس آئیں۔ بھائیوں نے دیکھتے ہی پوچھا: صفیہ علیہاالسلام! کیا خبر لے کر آئی ہو؟ حضرت صفیہ علیہاالسلام نے فرمایا: اے میرے بھائیو! کھڑے ہو جاؤ اگر تم لوگ کھڑے ہوئے تو اللہ کی قسم! حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے دل میں آپ کے بھتیجے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ محبت ہے کہ جس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔ یہ سن کر سب خوش ہوئے سوائے ابولہب کے کیوں کہ حضرت صفیہ علیہاالسلام کی بات سن کر اس کے حسد و کینے میں اضافہ ہو گیا کیوں کہ اس کو پہلے سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شقاوت تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کا جناب خدیجہ علیہاالسلام کے پاس رشتہ لے کر جانا:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے چیخ کر کہا: اب کیوں ہم ابھی تک بیٹھے ہوئے ہیں، جب کہ سب کچھ معلوم ہو چکا ہے؟ پھر سب کھڑے ہوئے اور حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین لباس زیب تن کرایا۔ ہاتھ میں تلواری دے کر اپنی سواری پر سوار کرایا اور ارد گرد چچاؤں نے گھیرا ہوا تھا۔ راستے میں ابو بکر بن ابی قحافہ سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا: اے اولاد عبد المطلب! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں تم لوگوں کی طرف آرہا تھا کسی وجہ سے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کیا وجہ ہے؟ بیان کرو۔ ابو بکر نے کہا: میں خواب دیکھا ہے کہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کے گھر سے ایک ستارہ ظاہر ہوا آسمان کی بلندی تک گیا، روشن ہوا

یہاں تک کہ ایک چاند کی طرح چمکنے لگا۔ پھر وہ نیچے اترا میں اس کے پیچھے پیچھے رہا اور وہ لباس میں ملبوس حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوا۔ اس خواب کی تاویل کیا ہو گی؟ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہم لوگ اس وقت حضرت خدیجہ علیہاالسلام کا رشتہ مانگنے جا رہے ہیں۔

پھر وہ خویلد کے گھر کے پاس پہنچے لیکن بنی ہاشم کے پہنچنے سے پہلے خویلد کے پڑوسی اس کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے بنی ہاشم کو دیکھا تو ان کے احترام میں کھڑا ہو گیا اور کہا: خوش آمدید اے ہمارے آباء کی اولاد! اور سب لوگوں میں ہمارے سب سے زیادہ عزیز لوگو! حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہم تمہارے پاس کسی مقصد سے آئے ہیں۔ ہماری قریبی رشتہ داری کو تم جانتے ہی ہو اور ہم اسی حرم میں ایک باپ کی اولاد ہیں۔ ہم تمہارے پاس ہمارے سردار کے لیے تمہاری بیٹی خدیجہ علیہاالسلام کا رشتہ لے کر آئے ہیں اور ہماری یہی خواہش ہے۔ خویلد نے کہا: تم لوگوں کی طرف سے لڑکا کون ہو گا اور میری طرف سے لڑکی کون ہو گی؟

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہماری طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا بھتیجا اور آپ کی طرف سے خدیجہ علیہاالسلام ہوں گی۔ جب خویلد نے یہ سنا تو کہا: آپ لوگ ہمارے عزیز ہو لیکن خدیجہ علیہاالسلام اپنے امور کو خود دیکھتی ہیں۔ ان کی عقل میری عقل سے زیادہ ہے۔ میرا دل نہیں مان رہا ہے کہ جہاں پر بادشاہوں نے ان کو رشتے بھیجے ہیں وہاں یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کا گزر بسر مشکل سے ہوتا ہے کیسے قبول کیا جائے گا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: آج کے دن کو کل سے نہیں ملایا جا سکتا ہے اور نہ ہی چاند سورج کی ہمشکل ہے۔ کیا تم ہمارے بھتیجے کو کم تر سمجھ رہے ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر وہ چاہے تو ہماری مال و دولت اور ہماری جانیں سب ان کے قدموں میں رکھ دیں لیکن تمہیں تمہاری بیوقوفی کی سمجھ بعد میں آئی

گی۔ اس کے بعد اپنے کپڑے جھاڑے اور روانہ ہو گئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سارے بھائی بھی آپ کے پیچھے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام کا ردعمل:

حضرت خدیجہ علیہا السلام تک یہ خبر ان کی ایک کنیز کے ذریعے سے پہنچی، حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنی کنیز سے پوچھا: کیا بات ہے؟ کنیز نے کہا: آپ علیہا السلام کے والد نے حضرت عبد المطلب کی اولاد کو خالی ہاتھ واپس کر دیا۔

جب حضرت خدیجہ علیہا السلام نے یہ سنا تو کنیز سے کہا: جاؤ میرے چچا ورقہ کو بلا کر لاؤ، کنیز وہاں سے نکلی اور ورقہ کو ساتھ لیتے ہوئے آئیں جب ورقہ پہنچے تو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ان کا اچھے انداز میں استقبال کیا اور کہا: خوش آمدید چچا جان آپ کا سایہ میرے کے اوپر سلامت رہے، اس کے بعد زمین پر پیر مارا اور پیشانی پر بل چڑھایا۔

ورقہ نے کہا: اللہ تمہیں پریشانیوں سے بچائے اے خدیجہ علیہا السلام بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: اے چچا جان سائل کا کیا حال جب ان کو اپنی چیز نہ ملی ہو؟ ورقہ نے کہا: برے حال میں ہو گا اور کہا: اے خدیجہ علیہا السلام جس طرح تم بات کر رہی ہو مجھے لگ رہا ہے کہ تم شادی کرنا چاہ رہی ہو؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اثبات میں جواب دیا، ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام بادشاہوں اور سرداروں نے تمہیں رشتے بھیجے لیکن تم نے ان میں سے کسی کا رشتہ قبول نہیں کیا، حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: میں نہیں چاہتی تھی کہ کوئی میری شادی کر کے مجھے مکہ سے باہر لے جائے، ورقہ نے کہا: اللہ کی قسم مکہ میں سے شیبہ بن

ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، ابو جہل بن ہشام اور صلت بن ابی یہاب نے تمہیں رشتے بھیجے لیکن تم نے ان کے رشتے بھی منع کر دیئے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: میں اس شخص کو نہیں پسند کرتی جس میں عیب ہو۔ اس کے بعد کہا: چچا جان ان لوگوں کے عیب بیان کریں۔ ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام! اگر شیبہ کی بات کروں تو وہ بد ظن ہیں، عقبہ کی عمر بہت زیادہ ہے، ابو جہل بخیل، متکبر اور بد بو دار ہے، اگر صلت کی بات کروں تو وہ بہت زیادہ طلاق دینے والا ہے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: جن ناموں کا ذکر کیا ہے اللہ کی لعنت ان سب پر کیا آپ جانتے ہیں کہ ان لوگوں کے علاوہ بھی کسی شخص نے میرا رشتہ بھیجا ہے؟ ورقہ نے کہا: میں نے سنا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم علیہم السلام نے رشتہ بھیجا ہے، حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: چچا جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیب بیان کریں۔

ورقہ کے پاس سابقہ کتب کا علم تھا جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مستقبل کی کامیابیاں مذکور تھیں۔ ورقہ نے یہ بات سن گردن جھکا لی اور کہا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیب بیان کروں!؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اثبات میں جواب دیا۔ ورقہ نے کہا: ان کی اصل اصیل، فرع طویل، اخلاق جمیل، فضیلت عام، سخاوت عظیم، اللہ کی قسم! خدیجہ علیہا السلام میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: چچا جان مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیب بتائیں۔ جس طرح آپ نے ان کی اچھائیاں بیان کیں۔ ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام ان کا چہرہ چاند نما، پیشانی روشن تر، ان کے الفاظ مشک و عنبر سے زیادہ دلکش و راحت بخش، چینی سے زیادہ میٹھے، چلتے ہیں تو گویا چودہویں کا چاند ہیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے پھر

فرمایا: چچا جان محمد ﷺ کے عیب بیان کریں۔ ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام! وہ بے پناہ حسن سے خلق ہوئے ہیں۔ نسب اعلی ہے۔ کائنات میں گفتار و رفتار میں سب بڑھ کر ہیں۔ جب وہ چلتے ہیں تو تم گمان کرو گی کہ شہد ٹپک رہا ہے۔ ان کی زلفیں کالی گھٹا ہیں۔ رخسار سرخ پھول سے زیادہ چمک دار، جسم کی بو مشک و عنبر سے زیادہ عمدہ، الفاظ میں شہد سے زیادہ مٹھاس۔ خدیجہ علیہا السلام! تم گواہ رہنا میں محمد ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: چچا جان! میں نے جتنی بار کہا کہ محمد ﷺ کے عیب بیان کریں اتنی بار آپ نے ان کے اوصاف حمیدہ کو ذکر کیا؟! ورقہ نے کہا: اے بیٹی! کیا میں محمد ﷺ کی صفاتِ حمیدہ بیان کر سکتا ہوں!؟

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: چچا جان! کچھ لوگ انہیں ﷺ کم تر جانتے ہیں۔ ورقہ نے کہا: اس کی وجہ یہ ہے کہ محمد ﷺ کے پاس مال و دولت نہیں ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: چچا جان کیا آپ نے یہ شعر سنا ہے:

إِذَا سَلِمَتْ رُؤُوسُ الرِّجَالِ مِنَ الأَذَى   فَمَا المَالُ إِلَّا مِثْلُ قَلمِ الأَظَافِرِ

جب لوگوں کے سر اذیت سے سلامت ہو جائیں۔ تو مال کی کوئی قیمت نہیں ہو گی سوائے کٹے ہوئے ناخن جتنی

لیکن چچا جان اگر ان کے پاس مال و دولت کم ہے تو میرے پاس زیادہ۔ چچا جان! میں ہر حال میں ان کو چاہتی ہوں۔ ورقہ نے کہا تو پھر اللہ کی قسم! تم خوش نصیب ہو۔ ہدایت یافتہ ہو اور ایک نبی ﷺ کی شریک حیات بنو گی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: چچا جان میں نے خود ان کو شادی پیشکش کی ہے۔

ورقہ نے کہا: مجھے کیا دو گی اگر میں اسی رات میں ہی تمہاری شادی کرا دوں؟ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے کہا: چچا جان کیا کوئی چیز آپ سے بڑھ کر ہے یا آپ سے پوشیدہ ہے۔ یہ میرے سارے ذخائر آپ کے سامنے ہیں میرا گھر آپ کا ہے۔

اس کے بعد ورقہ نے کہا: اے خدیجہ علیہا السلام! میں فنا ہونے والی دنیا کی چیزوں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میرا مطلب تھا کہ آپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میری سفارش کریں کہ وہ بروز محشر میری شفاعت کریں۔ خدیجہ علیہا السلام جان لو کہ یہ دنیا حساب و کتاب اور عقاب و عذاب کے درمیان ہے۔ اس میں کوئی نجات نہیں پائے گا سوائے اس شخص کے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے۔ ان کی رسالت کی تصدیق کرے۔ اللہ کا عذاب ہے ان لوگوں کے لیے جو جنت سے بے دخل ہو جائیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ورقہ کی بات سن کر فرمایا: چچا جان جو چاہتے ہیں وہ میرے پاس ہے۔

ورقہ کا خویلد کو مشورہ:

ورقہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر سے نکلا اور اپنے بھائی خویلد کے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ نشے کی حالت میں ہے۔ ورقہ بیٹھ گیا جب کہ چہرہ غصے سے بھرا ہوا تھا کہا: میرے بھائی تمہیں اپنے آپ سے کس نے غافل کر دیا ہے؟ تم خود اپنی جان کے دشمن بنے ہوئے ہو؟ خویلد نے کہا: آپ کو کہاں سے معلوم ہوا میرے بھائی؟ ورقہ نے کہا: تم نے بنی عبد المطلب کو اپنا دشمن بنا دیا ہے۔ ان کے دل تمہارے بارے میں جلے بھنے ہوئے ہیں۔ جب کہ حمزہ رضی اللہ عنہ تو چاہتا ہے کہ تمہارے گھر پر حملہ کر دے۔ خویلد نے کہا: میرے بھائی بتاؤ تو سہی میں نے ایسا کیا کیا ہے؟ جو وہ میرے ساتھ اس طرح کا کرنے کے لیے سوچ رہے ہیں؟ ورقہ نے کہا: میں نے ان لوگوں سے سنا ہے کہ تم نے ان کے بھتیجے کو کم تر جانا ہے حالانکہ تمہیں اس

طرح نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اگرچہ یہ فعل تم سے سرزد ہو چکا ہے۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے انسان نے قدم نہیں رکھا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپنے میں جو کچھ ہوا اور بڑا ہو کر جو کچھ ان سے دیکھا گیا کیا تم وہ سب بھول گئے؟ اللہ کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی پست شخص ہی گستاخی کر سکتا ہے۔ خویلد نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کوئی گستاخی نہیں کی، وہ مجھ سے بہتر ہے لیکن وہ چاہتا تھا کہ خدیجہ علیہا السلام سے نکاح کرے۔ اس پر ورقہ نے کہا: تو پھر اس میں انکار کرنے والی کون سی بات ہے؟

خویلد نے کہا: میرے بھائی اللہ کی قسم! میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن دو چیزوں سے ڈر رہا ہوں: پہلی بات یہ کہ عرب مجھے برا بھلا کہیں گے کیوں کہ میں نے ان کے بڑے بڑوں کو رشتہ دینے سے منع کر دیا تھا اور پھر میں ایک تنگ دست شخص کے ساتھ رشتہ کر دوں؟

دوسری بات یہ ہے کہ خدیجہ علیہا السلام راضی نہیں ہے۔ ورقہ نے کہا: عرب میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی دینا نہ چاہتا ہو، ہر ایک کی خواہش ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا داماد بنے۔ باقی جو تم نے خدیجہ علیہا السلام کے بارے میں بات کہی ہے تو انہوں نے جب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کا از خود مشاہدہ کیا ہے تو وہ بھی راضی ہیں۔ جب کہ تم نے بلاوجہ میں بنی ہاشم کی عداوت مول لے لی ہے۔ وہ تمہیں ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ خاص طور پر وہ حملہ آور شیر حمزہ رضی اللہ عنہ جس کے تلوار کی وار فیصلہ کن ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی تمہیں ان سے بچا سکتا ہے۔ لیکن اللہ کی قسم اگر تم نے میری نصیحت کو قبول کیا اور میرے ساتھ بنی ہاشم کے ہاں چلے تو میں بنی ہاشم سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہارے بارے میں دلوں کو صاف کر لیں اور تم خدیجہ علیہا السلام کا نکاح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر لو، اللہ کی قسم خدیجہ علیہا السلام کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کوئی

اہل نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خدیجہ علیہا السلام کے سوا کوئی اہل نہیں۔ خویلد نے کہا: بھائی مجھے خوف ہے وہ میرے اوپر حملہ کر کے مجھے قتل کر دیں گے۔ ورقہ نے کہا: اس بات کا میں ضامن ہوں تم ڈرو نہیں۔

ورقہ اور خویلد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچاؤں کے پاس آمد:

دونوں ساتھ چلے یہاں تک حضرت عبد المطلب علیہ السلام کے بیٹوں کے گھر کے پاس پہنچے۔ دروازے پر رکے تو اتفاق سے اسی وقت ہی حضرت عبد المطلب علیہ السلام کے بیٹے بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے درمیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نظر کی اور کہا: اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حکم ہے۔ اللہ کی قسم! اگر حکم کریں تو میں اسی وقت خویلد کا سر لے کر آتا ہوں۔ خویلد نے ورقہ سے کہا: میرے بھائی سنو۔ ورقہ نے خویلد سے کہا: تم سنو۔ خویلد نے کہا: مجھے واپس جانے دو۔ ورقہ نے کہا نہیں۔ ابھی دیکھنا میں کیا کرتا ہوں۔ چلو ہم ان کے پاس چلتے ہیں یہ لوگ اپنے پاس آنے والوں کو دور نہیں کرتے۔ اس کے بعد ورقہ نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ لوگوں کے پاس خویلد اپنے بھائی ورقہ کے ساتھ آیا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اُٹھے اور ان کو گھر میں لے کر آئے۔ خویلد کا ہاتھ ورقہ کے ہاتھ میں تھا اور آواز دی: تمہاری صبح و شام نعمتوں سے سرشار ہو، دشمنوں کے شر محفوظ رہو اے اولاد زم زم و صفا!۔ یہ سن حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: تم بھی اس چیز سے محفوظ رہو جس سے ڈر رہے ہو اور احتیاط کر رہے ہو۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ڈانتے ہوئے فرمایا: کوئی خوش آمدید نہیں ہے اس شخص کے لیے جو ہم سے دوری کا طالب ہو اور ہم کو نہ اپنائے۔

خویلد نے کہا: اے میرے سردار! یہ سب کچھ میری طرف سے نہیں تھا حالانکہ تم لوگ تو جانتے ہی ہو کہ خدیجہ علیہا السلام عقل و رشد کی مالکہ ہیں میں نے یہ سب اس لیے کہا تھا کیوں کہ میں سننا چاہ رہا تھا کہ وہ خود اس

بارے میں کیا کہتی ہیں۔ اب جب کہ میں جان چکا ہوں کہ میری بیٹی راضی ہے تو اب میری کوتاہی پر میرا مواخذہ نہ کریں۔ حالانکہ اب میں راضی ہوں ایک تو اس کی وجہ خدیجہ علیہا السلام کا راضی ہونا ہے اور دوسری وجہ ہمارا آپس میں ایک ہی خاندان اور حسب و نسب کا ایک ہونا ہے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خویلد! ہم تمہاری بہت عزت کرتے ہیں لیکن تمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ ہم کو رشتے دینے سے منع کرتے۔ ورقہ نے کہا: ہم بہت زیادہ محبت کرتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور ہم وہی کریں گے جو آپ لوگ کہیں گے۔ لیکن اے بنی ہاشم! میں چاہتا ہوں کہ یہ رشتہ ازدواج کل تمام لوگوں کے سامنے طے پائے تاکہ غائب و حاضر سب سن سکیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بات میں ہم لوگ آپ کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ورقہ نے کہا: جان لو کہ میرے بھائی کی زبان خالص عربی نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ اپنی بیٹی کے نکاح کے معاملے میں مجھے وکیل مقرر کرے تاکہ نکاح کے صیغوں کا جواب میں دوں، نیز آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں دیگر کتب اور ادیان کا مطالعہ کیا ہوا ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خویلد! ورقہ کو نکاح کے صیغوں کی ادائیگی پر وکیل مقرر کرو۔ خویلد نے کہا: اے اولاد بنی ہاشم! گواہ رہنا کہ میں نے اپنے بھائی ورقہ کو اپنی بیٹی خدیجہ علیہا السلام کے مسئلے میں وکیل مقرر کیا ہے۔ ورقہ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ یہ اعلان خانہ کعبہ میں ہو۔

خانہ کعبہ میں اجتماع:

جب یہ تمام لوگ خانہ کعبہ پہنچے تو دیکھا کہ عرب زم زم و مقام کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت سے لوگوں کی ٹولیاں ہیں۔ وہاں ان میں سے صلت بن ابی یہاب اور لئیمہ بن حجاج، ہشام بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام،

عثمان بن مبارک العمیری، اسد بن غویلب الدارمی، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف، ابوسفیان بن حرب ان سب کو ورقہ نے آواز دی اور کہا:

اے اللہ کے حرم میں رہنے والو! بہترین صبح پاؤ، لوگوں نے کہا: خوش آمدید اے ابو البیان۔ ورقہ نے کہا: اے قریش کے لوگو! اور جو بھی یہاں پر موجود ہے (خواہ قریش میں سے نہ ہو) میں تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ خدیجہ علیہا السلام بنت خویلد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

سب عربوں نے کہا: مبارک ہو اس ذکر خیر پر اللہ کی قسم شرف میں مکمل، نسب میں اعلی، رائے میں بہترین۔ ایسی خاتون جس کی مثال دنیائے عرب میں نہیں ملتی۔

ورقہ نے کہا: کیا تم اس بات پر بھی تعریف کروگے کہ وہ بغیر شوہر کے رہیں؟ لوگوں نے کہا: ضروری نہیں ہے، حالانکہ بہت سے رشتے آئے مگر انہوں نے خود ہی منع کر دیا۔

ورقہ نے کہا: اے عرب کے سردارو! آگاہ رہو میرے بھائی نے مجھے خدیجہ علیہا السلام کے نکاح کے بارے میں وکیل مقرر کیا ہے اور میری بھتیجی نے مجھے حکم دیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ قریش کے سرداروں میں سے کس سردار کے ساتھ نکاح کرنے کی ان کی خواہش ہے۔ میں نے ان سے نام پوچھا تو اس نے نہیں بتایا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ لوگ بھی سنیں۔ کل دوپہر کے وقت سبھی لوگ خدیجہ علیہا السلام کے گھر آجائیں۔ آپ سب لوگوں کی گنجائش جتنا گھر صرف خدیجہ علیہا السلام کا ہی ہے، ان کے گھر میں پورے مکہ کے لوگ سما سکتے ہیں۔

جب لوگوں نے ورقہ کی بات سنی تو سرداروں میں سے ہر ایک کہہ رہا تھا: میں ہی وہ شخص ہوں جس سے خدیجہ علیہاالسلام کی شادی ہوگی۔ لوگوں نے کہا: آپ کتنے ہی بہترین وکیل و کفیل ہیں۔ ورقہ نے اپنے بھائی خویلد سے کہا: جب تک سرداران موجود ہیں آپ بات کرتے رہیں۔

خویلد نے کہا: اے سرداران عرب گواہ رہنا: میں نے اپنی بیٹی خدیجہ علیہاالسلام کے مسئلے کو اپنے بھائی کے حوالے کیا ہے۔ میں نے اپنا وکیل و کفیل اس امر میں ورقہ کو قرار دیا ہے۔ کوئی رائے اس کی رائے کے اوپر نہیں اور کوئی حکم اس کے حکم کے اوپر نہیں ہے۔

ورقہ نے کہا: سنو اے سرداران عرب! خویلد نہ ہی پاگل ہے اور نہ ہی مجبور اور نہ ہی نشے کی حالت میں ہے اور میں جس سے چاہوں گا اس کی بیٹی کا نکاح کر دوں گا۔ عربوں نے کہا: ہم نے سنا اطاعت کی اور گواہ رہیں گے۔

ورقہ کی جناب خدیجہ علیہاالسلام کو خوشخبری:

خویلد وہاں سے باہر آیا جب کہ حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے نکاح کا مسئلہ ان کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ ورقہ وہاں سے خوش و خرم حضرت خدیجہ علیہاالسلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ جیسے ہی حضرت خدیجہ علیہاالسلام کی نظر پڑی ورقہ پر تو فرمایا:

خوش آمدید چچا جان! امید ہے کہ مسئلے کو حل کر کے آئے ہیں؟ ورقہ نے کہا: جی ہاں اے خدیجہ علیہاالسلام! تمہیں مبارک باد ہو تمہارے مسئلے کا وکیل میں بن گیا ہوں۔ کل دو پہر کے وقت میں تمہارا نکاح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کر دوں گا۔ جیسے ہی حضرت خدیجہ علیہاالسلام نے یہ بات سنی اسی وقت ورقہ کو وہ نایاب و

عمدہ پوشاک ہدیہ میں دے دی جس کو میسرہ شام سے پانچ دینار میں خرید کر لایا تھا۔ ورقہ نے کہا: مجھے ان چیزوں میں دلچسپی مت دلائیں۔ میں ان چیزوں میں دلچسپی نہیں رکھتا۔ میرا مقصد محمد ﷺ کی شفاعت حاصل کرنا ہے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: وہ بھی آپ کو ملے گی۔

عقد نکاح کی تیاریاں:

اس کے بعد ورقہ نے کہا: خدیجہ علیہا السلام اب اُٹھو اور تیاری کرو۔ اپنے گھر کو سنوارو۔ اپنے ذخائر کو نکالو۔ پردے لگاؤ۔ اپنے بناؤ سنگھار کو عیاں کرو۔ اپنے دشمن کو غم میں مبتلا کرو۔ مال و دولت کو انہی دِنوں کے لیے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ ولیمے کا انتظام کرو۔ اس میں کسی چیز کی کمی نہیں ہونی چاہیے کیوں کہ عرب کل دوپہر تمہارے گھر میں آئیں گے۔

جب حضرت خدیجہ علیہا السلام نے یہ بات سنی تو اپنے غلاموں اور کنیزوں کو آواز لگائی، سب نے مل کر دیدہ زیب پردے نکالے۔ تکیہ، مسندیں، مختلف رنگوں کے قالین، مہنگے ترین زیورات، گلے میں پہننے کے ہار اور جھنڈے بلند کئے گئے۔ جن لوگوں نے اس رات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ بیان کرتے ہیں کہ اس رات جو غلام و کنیزیں تیاری پر مامور تھیں ان کی تعداد ۸۰ تھی۔ کچھ لوگ جانوروں کو ذبح کر رہے تھے۔ بعض اونٹوں کو نحر کر رہے تھے۔ ہر رنگ کی مٹھائیاں بن رہی تھیں۔ ہر قسم کے میوہ جات اور پھل جمع کئے جا رہے تھے۔

ورقہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کے گھر کی طرف گئے تو وہاں پر سارے بھائیوں کو ایک ساتھ دیکھا، تو ان سے کہا: تم لوگوں کی صبح و شام نعمتوں سے مالا مال ہو۔ تم لوگوں کو اپنے امر کی تیاری سے کس چیز نے روکا۔ اُٹھیں اور تیاری کریں۔ اب ان کے عقد کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔ ان شاء اللہ کل دوپہر کو

میں خدیجہ علیہاالسلام کا عقد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کروں گا یہاں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ورقہ! اس خدمت پر میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گا۔ اللہ تعالی تمہیں بہترین جزا دے۔

اس کے بعد حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم اس وقت میرا دل پر سکون ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا بھائی اپنی مراد کو پہنچ گیا ہے اور ولیمے کی تیاری کا کام شروع کر دیا ہے اور دوسرے بھائی بھی اس کے ساتھ ہیں۔

اس وقت عرش و کرسی ہل گئے، ملائکہ نے سجدہ کیا، اللہ تعالی نے جنان کے رضوان کو حکم دیا کہ جنت کو مزین کیا جائے، حور و غلمان صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں، شرابِ طہور کے جام تیار کئے جائیں۔ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام امین کو وحی فرمائی کہ وہ لوء الحمد کو خانہ کعبہ پر لہرائیں۔ پہاڑوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور اللہ سبحانہ کی حمد و ثناء کی۔ زمین خوش ہوئی، ساری رات اہل مکہ پر جوش رہے۔

عقد نکاح کی محفل:

جیسے ہی صبح ہوئی لوگ گروہوں کی شکل میں ہو کر آئے۔ اکابرین قوم، قبائل، عشائر جیسے ہی داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا مسندیں بچھی ہوئی ہیں، تکیے رکھے ہوئے ہیں، کرسیاں رکھی ہیں، ہر شخص کے مرتبے کے اعتبار سے نشستوں کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ ابو جہل لعنہ اللہ جب داخل ہوا تو وہ اپنے چلنے اور زینت میں خود پسندی کا شکار تھا۔ اپنے بالوں کو پیچھے کی طرف کنگا کیا ہوا تھا۔ تلوار اپنے کندھوں پر لٹکائی ہوئی تھی۔ وہ بنی مخزوم کے درمیان آرہا تھا تو اس نے صدر مجلس پر نظر رکھی۔ وہاں پر ایک بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی اور اس کے نیچے ایک ہی قطار میں گیارہ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس سے زیادہ خوبصورت منظر نہیں دیکھا گیا۔ ابو جہل آگے بڑھا اور وہاں پر بیٹھنا چاہا میسرہ نے دیکھ کر آواز دی اے میرے

سر دار! تھوڑا آرام سے جلدی نہیں کریں۔ آپ کی نشست بنی مخزوم کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ شرمندہ ہو کر واپس آیا اور اپنی نشست پر بیٹھا۔

کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ آوازیں بلند ہوئی۔ عرب اچھل پڑے جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ایک طرف سے تشریف لے کر آئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بے نیام تلوار ہاتھ میں لے کر آرہے تھے اور حضرت ابو طالب علیہ السلام سب سے آگے تھے۔ حضرت حمزہ علیہ السلام نے کہا: اے اہل مکہ! آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور باتیں کم کریں۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں۔ تکبر کو چھوڑ دیں کیوں کہ اس وقت تم لوگوں کے پاس صاحب الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو بادشاہ وجبار نے منتخب کیا ہے، تشریف لا رہے ہیں، صاحب ہیبت وو قار تشریف لا چکے ہیں۔

لوگوں نے دیکھا تو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے تھے۔ سر مبارک پر کالے رنگ کا عمامہ تھا۔ پیشانی سے نور پھوٹ رہا تھا۔ حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی قمیص زیب تن کئے، حضرت الیاس علیہ السلام کی چادر اور پیروں میں اپنے دادا عبد المطلب علیہ السلام کی نعلین، ہاتھ میں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا عصا، سرخ عقیق کی انگوٹھی سے آراستہ تھے۔ لوگ کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے اور وہ دیکھ رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے لوگ تھے۔ حضرت حمزہ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں کی نظروں سے پردہ حائل کر رہے تھے حالانکہ پوری مخلوق و موجودات کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر کر دیا گیا تھا۔ وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کر رہے تھے۔ عربوں نے جو کچھ دیکھا اس سے وہ حیرت زدہ رہ گئے تھے۔ تمام موجود لوگ اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے چچا اوپر کی کرسیوں پر براجمان ہوئے جہاں پر ابو جہل بیٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان سب میں سوائے ایک ابو جہل

لعنہ کے کوئی اپنی جگہ پر نہیں بیٹھا رہا اور کہا: اگر اختیار خدیجہ علیہا السلام کے پاس رہا تو وہ ضرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب کریں گی۔ حضرت حمزہ علیہ السلام ابو جہل لعنہ اللہ کے پاس آئے اور پکڑ کر کہا: کھڑے ہو جا، تو پریشانیوں سے سلامت رہے گا اور نہ ہی مصیبتوں سے نجات پائے گا۔ ابو جہل نے اپنا ہاتھ تلوار کے قبضے پر رکھا مگر پہلے سے ہی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ زور سے پکڑ لیا۔ یہاں تک اس کے ناخنوں کے نیچے سے خون بہنے لگا جناب حارث (غالباً حضرت عبد المطلب علیہ السلام کے بڑے بیٹے) نے ابو جہل کو دھکا دیا اور کہا: وائے ہو تم پر اے ہشام کے بیٹے! تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا۔ سب لوگ کھڑے ہیں لیکن تم نے اپنے آپ کو سب سے افضل سمجھا۔ اگر خاموش نہیں ہوتے ہو تو میں تمہارا سر لے لوں گا۔ ابو جہل ڈر کر خاموش ہو گیا اور اس کے ذہن میں یہ گمان تھا خدیجہ علیہا السلام کی شادی مجھ سے ہونے والی ہے۔

خویلد کی گفتگو:

خویلد نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا: اے عرب کے سردارو، اللہ کی قسم! خشک و تر میں کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں ہے اور میں اپنی بیٹی کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر ہونے پر راضی ہوں۔ تم لوگ اس بات پر گواہ رہنا۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے عرب کے لوگو! اہل فضل کی فضیلت کا انکار کیوں کرتے ہو، کیا تم لوگ میرے بھتیجے کے ذریعے سے بارش سے سیراب نہیں ہوئے؟ کیا تم لوگوں کی زراعت ان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے سرسبز نہیں ہوئی؟ کتنے لوگ ہیں تم لوگوں کے درمیان جنہوں نے ان فضائل کو چھپایا ہوا ہے اور میرے بھتیجے کے لیے اپنے دلوں میں بغض و کینہ بھرا ہوا ہے؟ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم لوگوں میں کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدق و امانت میں برابری نہیں کر سکتا

اور ہاں یہ جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ علیہا السلام کی مال و دولت دیکھ کر ان سے شادی کا ارادہ نہیں کیا ہے اور نہ ہی ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر، کیوں کہ مال و دولت باقی رہنے والی چیز نہیں ہے۔

اس کے بعد خویلد آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بیٹھ گیا، لوگ خاموش ہو گئے تا کہ خویلد کی بات سن سکیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے: خویلد نے کہا: اے ابو طالب علیہ السلام! اب کس چیز کا انتظار ہو رہا ہے؟ اپنا کام مکمل کرو کیوں کہ اب فیصلہ آپ لوگوں نے کرنا ہے۔ سردار خطباء بلاغت و فصاحت تم لوگوں کے پاس ہے۔ آپ میں سے کوئی خطیب خطبہ دے اور عقد نکاح کو انجام دے۔ اس کے بعد حضرت ابو طالب علیہ السلام کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم دیا اور فرمایا: تمام تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جس نے ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کی ذریت اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے قرار دیا نیز ہم کو تمام عرب پر فضل و شرف عطا کیا۔ ہمیں اپنے حرم کا نگہبان قرار دیا۔ بہترین نعمتوں سے نوازا اور بدترین شروروں سے محفوظ رکھا۔ ہر جگہ سے رزق ہم تک پہنچایا۔

جناب ابو طالب علیہ السلام کا خطبۂ نکاح:

ساری تعریفیں ہیں اس اللہ کی جس نے ہمیں برتری دی اور جو کچھ ہم کو عطا کیا اس پر اس کا شکر ہے۔ انسانوں کو دیگر جانداروں پر فضیلت دی۔ اولاد آدم علیہ السلام کو حرام سے بچایا۔ ہم کو مقاربت و وصل کا حکم دیا تا کہ ہم انسان اپنی نسل کو بڑھا سکیں۔

حمد و ثنا کے بعد:

اے لوگو! جان لو کہ میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبد اللہ علیہ السلام نے سب عورتوں سے کرم وسخا اور عفت و پاک دامنی میں بڑھی ہوئی خاتون جو کہ تم لوگوں کے درمیان معروف و مشہور ہیں، کو رشتہ دیا ہے۔ میرے بھتیجے نے یہ رشتہ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے والد خویلد کو بھیجا کہ وہ جس قدر مال و دولت لے کر اس رشتے پر راضی ہو۔

پھر اس کے بعد ورقہ اٹھا جو کہ اپنے بھائی کی طرف بیٹھا ہوا تھا اور کہا: ہم حضرت خدیجہ علیہا السلام کا مہر اسی وقت چار لاکھ سونے کے دینار، سو سرخ اونٹنیاں، دس یمنی چادریں، ۲۸ غلام و کنیزیں چاہتے ہیں حالانکہ یہ ہم لوگوں کے حساب سے زیادہ نہیں ہے۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: ہم اس مہر پر راضی ہیں۔ خویلد نے کہا: میں راضی ہوں اور خدیجہ علیہا السلام کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج میں دیتا ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد نکاح کو قبول فرمایا۔ اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ساتھیوں نے کھڑے ہو کر سونے کے سکوں کو حاضرین پر برسایا۔

ابو جہل کی گستاخی اور جناب ابو طالب علیہ السلام کا جواب:

ابو جہل لعنہ اللہ کھڑا ہوا اور کہا: اے میری قوم کے لوگو! بتاؤ عورتیں مردوں کے مہر ادا کرتی ہیں یا مرد اپنا حق مہر خود ادا کرتے ہیں؟

یہ سن کر حضرت ابو طالب علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے کمینے اور ذلیل لوگوں کے سردار! تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ اگر بات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کی ہے تو ان کی طرف مال و دولت لایا جائے گا، ان کو عطیات دیئے جائیں گے اور اگر کوئی تم جیسا ہو تو جو کچھ بھی پیش کرے خواتین قبول نہیں کرتیں۔

نکاح کے بعد آسمان والوں کی خوشی:

اس کے بعد لوگوں نے آسمان سے ایک آواز سنی: اللہ تعالی نے طاہر کے ساتھ طاہرہ اور صادق کے ساتھ صادقہ کو رشتہ ازدواج میں منسلک کیا ہے۔

پھر اس کے بعد پردے سے کنیزیں نکلیں، جن کے ہاتھوں میں لوگوں کے اوپر برسانے والی چیزیں تھیں۔ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے اوپر خوشبو چھڑکیں خواہ نیک اعمال کرنے والے ہوں یا برے اعمال کرنے والے۔ ایک شخص نے اپنے برابر والے سے کہا: اتنی دلفریب خوشبو کہاں سے آرہی ہے؟ تو ساتھی نے جواب دیا: یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو ہے۔

اس کے بعد لوگ اپنے گھروں کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابو طالب علیہ السلام کے گھر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے چچا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاند نما دکھ رہے تھے۔ قریش و بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کی ساری عورتیں حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں جمع ہوئیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چار ہزار دینار بھیجے اور کہا: اے میرے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سکے حضرت عباس علیہ السلام کو دیں انہوں نے میرے والد کو دیئے تھے، نیز اس کے ساتھ ایک قیمتی پوشاک بھی بھیجی۔ وہ پوشاک حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو طالب علیہ السلام دونوں نے ساتھ جا کر خویلد کو پہنائی تھی۔

خویلد اسی وقت کھڑا ہوا اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر کی طرف روانہ ہوا اور کہا: اے میری بیٹی! کس چیز کا انتظار ہو رہا ہے؟ اپنے آپ کو تیار کرو اور یہ ہے تمہارا مہر جو وہ لوگ لے کر آئے ہیں اور مجھے یہ پوشاک پہنائی ہے۔ اللہ کی قسم! کسی عورت نے تمہارے جیسا شوہر نہیں پایا نہ ہی حسن میں اور نہ جمال میں۔

ابو جہل کی گستاخی:

جب ابو جہل نے یہ سنا تو لوگوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور کہا: یہ سب خدیجہ علیہا السلام کا اپنا مال ہے۔ یہ بات حضرت ابو طالب علیہ السلام تک پہنچی تو وہ اسی وقت وہاں سے اُٹھے اور تلوار ساتھ لئے ابطح کے مقام پر کھڑے ہوئے، وہاں پر بہت سے لوگ پہلے سے موجود تھے فرمایا: اے عرب! ہم نے کسی سے کہتے سنا ہے، جو ہم کو برا بیان کر کے بتا رہا ہے کہ: خواتین ہمارے واجب حقوق کو ادا کر رہی ہیں۔ تو جان لیں کہ یہ عیب نہیں ہے۔ یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق ہے کہ ان پر ہر چیز نچھاور کی جائے۔ ان کو تحفے تحائف دیئے جائیں۔ بعض بغض رکھنے والے لوگوں نے اس شادی پر چہ مگوئیاں کیں۔ اس بات کی خبر حضرت خدیجہ علیہا السلام کو ہوئی تو انہوں نے ایک کھانے کی دعوت کا بندوبست کیا اور خواتین کو اس دعوت میں مدعو کیا۔ جب وہ کھانا کھا کر بیٹھیں تو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے فرمایا: اے عورتو! پتہ چلا ہے تم عورتوں کے شوہر میری شادی کرنے پر میری عیب جوئی کر رہے ہیں کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی۔ میں سوال کرتی ہوں کہ تم لوگوں کے درمیان اس جیسا کوئی ہے، یا مکہ میں کسی کی شکل و جمال اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کمالات و فضائل، شائستہ اخلاق ہے۔ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی اس کی وجہ وہ ہے جو میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا اور جو ان کے بارے میں سنا اس کی بنا پر ان سے شادی کی۔ کسی کو بھی اس موضوع پر بات کرنے کا حق نہیں ہے جس کے بارے میں وہ جانتے نہیں ہے۔ یہ سن کر ساری عورتیں خاموش ہو گئیں۔

جناب خدیجہ علیہا السلام کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا تمام مال نثار کر دینا:

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنے چچا ورقہ سے کہا: یہ مال لے کر جائیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور ان سے کہیں: یہ سب ان کے لیے ہدیہ ہے اور وہ اس مال کے مالک ہیں، جس طرح چاہیں استعمال کریں نیز

ان ﷺ کو پیغام دیں کہ: میرا مال، میرے غلام اور جو کچھ میری ملکیت ہے وہ سب میں نے محمد ﷺ کے عظمت و اجلال کی خاطر ان کو ہبہ کر دیا ہے۔ ورقہ زمزم و مقام کے درمیان کھڑا ہوا اور اونچی آواز میں کہا: اے عرب کے لوگو! خدیجہ علیہا السلام تم لوگوں کو اس بات پر گواہ قرار دے رہی ہے کہ انہوں نے اپنی جان و مال اپنے غلام و خدمت گزاروں اور جو کچھ ان کی ملکیت میں تھا کنیزوں اور جانوروں، مہر کی قیمت اور دیگر عطیات وہ سب محمد ﷺ کو ہبہ کیا ہے ان ﷺ کی تعظیم و احترام کی خاطر اور ان ﷺ سے محبت کی خاطر، بس تم لوگ اس پر گواہ رہنا۔

اس کے بعد ورقہ حضرت ابو طالب علیہ السلام کے گھر گئے وہاں پر پہلے سے ہی وہ کنیز موجود تھی جس کو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ایک عمدہ پوشاک دے کر بھیجا تھا اور کہا: یہ حضرت محمد ﷺ کے حوالے کرو۔ جب ورقہ وہاں پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ ورقہ کے اوپر یہ پوشاک اوڑھائیں تاکہ ورقہ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت میں مزید اضافہ ہو۔ جب ورقہ وہاں پر پہنچے مال و دولت کو پیش کیا اور وہ کچھ کہا جو حضرت خدیجہ علیہا السلام نے ورقہ سے کہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ورقہ کو پوشاک اوڑھائی۔ جب ورقہ وہاں سے باہر نکلے تو لوگ ان کے حسن و جمال پر تعجب کر رہے تھے۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام نے اپنے جہیز کا سامان اٹھایا خالص سونا و چاندی اور اس میں خوشبو کی چیزیں مشک و عنبر رکھا۔ جب تیسری رات ہوئی تو حضرت خدیجہ علیہا السلام کے پاس رسول اللہ ﷺ کی پھپھیاں تشریف لے کر آئیں۔ حسب روایت تیسرے روز اکابرین و سردار جمع ہوئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا:

اے خاندان قہر و غالب (اجداد رسول اللہ ﷺ) تم کو نعمتوں کی فروانی مبارک ہو۔ فخر کرو اے ہماری قوم کے لوگو! کہ لوگ تمہاری تعریفیں کرتے ہیں اور تم لوگوں سے رغبت رکھتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان تمہارے فضائل مشہور ہو گئے ہیں اور سبھی کو تمہارا گرویدہ بنا دیا ہے۔ احمد ﷺ پر فخر کریں کہ وہ ہر طیب و طاہر انسان کی زینت ہیں۔ وہ چودہویں کی چاند کی طرح چمکتے رہتے ہیں۔ جن کا نور کم نہیں ہوتا ہے۔ یقیناً خدیجہ علیہا السلام بزرگ ترین نعمت سے مالا مال ہو گئی ہیں۔ ایسے ہاشمی جوان سے ازدواج جس کے پاس زیادہ مال و دولت نہیں ہے۔ خدا تمہاری جوڑی کو مبارک کرے جو کہ بخشنے والا اور حاجتیں پوری کرنے والا ہے۔ احمد ﷺ سرور عالمین اور گزشتہ آنے والوں سے افضل ہیں۔ پس جہاں تک ہستی کا دائرہ ہے وہاں تک ان پر درود و سلام ہوں۔

حضرت ابو طالب علیہ السلام کی جانب سے عظیم ولیمے کا انتظام:

حضرت ابو طالب علیہ السلام نے ایک عظیم ولیمے کا انتظام کیا، حضور اکرم ﷺ خود کھڑے ہو گئے لوگوں کی خدمت کرنے کے لیے اپنے دامن کو کمر بند میں لپیٹا اور کام کرنے میں لگ گئے۔ اہل مکہ کے لیے تین دن تک ولیمہ جاری رہا۔ رسول اللہ ﷺ کے سارے چچا آپ ﷺ کے حکم کے تحت کام کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ علیہا السلام نے طائف وغیرہ میں حکم نامے بھیجے، کاریگروں کو اپنے گھر بلایا۔ رنگ کرنے والوں نے رنگ و روغن کیا، عنبر سے شمع روشن کر کے درختوں کی مانند لٹکائے گئے، ان میں سونے سے کام کیا گیا، شمع دان میں مشک و عنبر سے نقش و نگاری کرائی گئی۔ شادی کی تیاریاں چھ ماہ تک جاری رہیں یہاں تک وہ سب مکمل ہو گیا جن چیزوں کی ضرورت تھی۔ ریشم کے دلکش و دیدہ زیب پردے لگائے گئے۔ ان پر سورج و چاند کی نقش نگاری کی گئی۔ بیٹھنے کے لیے قالین بچھائے گئے ان پر مسندیں لگائی گئیں۔ ریشم

سے بنے تکیے رکھے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے بیٹھنے کی جگہ ایک تخت مقرر کیا اس کے نیچے ریشم اور کپڑوں کے پھول بیل بوٹے رکھے۔ جب کہ تخت کو عمدہ و مضبوط لکڑی کی قسم سے بنایا گیا تھا۔ کنیزوں اور خدمت گزاروں نے مختلف رنگوں کے ریشمی لباس زیب تن کیے۔ بالوں کو لؤلؤ و مرجان سے سنوارا گیا۔ گلے میں سونے کے ہار ڈالے۔ خدمت گزار اپنے ہاتھوں میں سونے کے عود دان لیے ہوئے تھے۔ ان میں عنبر و بخور ڈالے ہوئے تھے۔ خدمت گزاروں میں سے ہر ایک کے ہاتھوں میں سونے سے نقش نگاری کیے ہوئے پنکھے دیے گئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹھنے کی جگہ پنکھے سے ہوا دی رہے تھے۔ گھر کے صحن میں کھجوروں کے پیڑوں کے مانند شمعیں روشن کی گئیں۔

شبِ رخصتی:

جب حضرت خدیجہ علیہا السلام تمام تر انتظامات سے فارغ ہوئیں تو اہل مکہ کی تمام خواتین کو دعوت دی۔ انہوں نے دعوت کو قبول کیا نیز رسول اللہ ﷺ کی پھوپھیوں کے لیے نشست کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو طالب علیہ السلام کی طرف پیغام بھجوایا تاکہ وہ شب زفاف میں تشریف لے کر آئیں۔ جب وہ شب آئی تو نبی اکرم ﷺ اپنے چچاؤں کے حصار میں تشریف لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ عمدہ و دیدہ زیب لباس زیب تن کر کے تشریف لا رہے تھے۔ بنی ہاشم کے غلام شمعیں اور چراغ لے کر آگے آگے چل رہے تھے۔ مکہ کی گلیوں میں لوگ بھیڑ کی شکل میں کھڑے ہو کر رسول اعظم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کر رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے دندانِ مبارک اور پیشانی و کپڑوں کے اندر سے نور ظاہر ہو رہا تھا۔ جب حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر پہنچے تو نبی اکرم ﷺ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔ سب چچاؤں نے مل کر گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ سب انتہائی خوش و مسرت میں اللہ تعالیٰ کی

بزرگی وحمد بیان کر رہے تھے کہ اللہ سبحانہ نے ان لوگوں کو کس قدر کرم و شرف بخشا ہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر میں داخل ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ علیہا السلام کے گھر اس جگہ پر بیٹھے جہاں پر خاص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جگہ بنائی گئی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبارک چراغوں کے نور سے زیادہ روشن ہو رہا تھا۔ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کو دیکھ کر ہوش کھو بیٹھیں۔ اس کے بعد باہر لانے کے لیے حضرت خدیجہ علیہا السلام کو تیار کیا گیا۔ پہلی بار حضرت خدیجہ علیہا السلام اس طرح سے باہر آئیں کہ عمدہ لباس اور سر پر دُر و جواہر سے آراستہ سرخ سونے کا تاج تھا۔ پاؤں میں سونے کے پازیب جن پر فیروزہ سے نقش نگاری کی گئی تھی۔ اس طرح کے خوبصورت پازیب پہلے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ جن میں سے بعض زمرد و یاقوت سے جڑے ہوئے۔

پھر اس کے بعد بنی ہاشم کی خواتین حضرت خدیجہ علیہا السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے کر آئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور وہاں پر موجود شمعوں اور چراغوں کے نور پر حاوی تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عبد المطلب علیہ السلام کی بیٹیوں کو تعجب ہوا کیوں کہ اس سے پہلے اس قدر نور انہوں نے بھی نہیں دیکھا تھا اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل اور اللہ تعالی کی طرف سے حضرت خدیجہ علیہا السلام کے لیے عطیہ تھا۔ جب حضرت خدیجہ علیہا السلام حاضر ہوئیں تو وہ تمام تر موجودہ خواتین سے اعلی حیثیت رکھتی تھیں۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام کے اوپر عمدہ نایاب قیمتی کپڑا چڑھا ہوا تھا۔ وہ چادر سرخ و زرد اور سبز رنگ کے جواہر سے مرصع تھی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام قد و قامت والی خاتون تھیں۔ رنگ اس قدر سفید تھا کہ ان کی طرح کوئی عورت اس زمانے میں نہیں دیکھی گئی تھی۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام کو لے کر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑا کیا۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ علیہا السلام کے سر سے تاج اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر رکھا اور کہا:

اے خدیجہ علیہا السلام! آج کی رات جو خاصیت تمہاری ہوگی وہ تمہارے علاوہ کسی کی نصیب نہیں ہے۔ نہ کوئی عرب سے اس فضیلت کو حاصل کر سکتا ہے اور نہ ہی عجم میں سے۔ پس مبارک ہو وہ فضل و شرف جو تم نے حاصل کیا ہے۔

اس کے بعد لوگوں نے حضرت خدیجہ علیہا السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بٹھایا اور سب لوگ چلے گئے۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام نے پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہترین انداز میں گزاری اور جب تک حضرت خدیجہ علیہا السلام حیات رہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ حضرت خدیجہ علیہا السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے کر آئیں۔ نبوت کی تصدیق اور جنت کے محلات کے اندر اعلی علیین کے رتبے پر فائز ہو گئیں۔

کتاب بہار الانوار کے مصنف (علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ) نے ذکر کیا ہے کہ: بعض نسخوں میں اشعار کے بعد یہ اضافہ روایت ہوا ہے: "جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دلہن کے ساتھ اکیلے رہ گئے تو اللہ تبارک و تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ تھوڑا سا مشک و عنبر اور کافور لے اور اس کو مکہ کے پہاڑوں پر چھڑکے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ویسا ہی کیا تو مکہ مکرمہ کی ہر گلی و کونہ خوشبو سے مہک اُٹھا یہاں تک کہ مردوں نے تنہائی میں اپنی بیویوں سے پوچھا: یہ کس طرح کی خوشبو ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ حضرت

خدیجہ علیہا السلام و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو ہے۔[1] اس روایت کا ایک حصہ خاتمۃ المحدثین شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔[2] نیز اس روایت کے کچھ حصے کو ابن اثیر نے ذکر کیا ہے۔[3]

مصنف فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کیوں کہ یہ روایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بہت سے معجزات و غریب امور پر مشتمل تھی، جہاں سے پتہ چلتا ہے کہ ولایت تکوینیہ بعثت سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی۔

نیز یہ خبر مذکور حضرت خدیجہ علیہا السلام کی بہت سی فضیلتوں کو بیان کر رہی ہے اور اسی طرح حضرت ابو طالب علیہ السلام اور حضرت حمزہ علیہ السلام اسد اللہ کے فضائل بیان کر رہی ہے۔ میں قارئین کرام سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس روایت کو تفصیل سے پڑھیں تاکہ اس طرح پاک و پاکیزہ شخصیات کے بارے جان سکیں۔ اس شخصیات کے مد مقابل نفوسِ رذیلہ و خبیثہ کے بارے میں بھی معلوم کر پائیں گے کہ اس زمانے میں کون تھا جو اپنے سینے میں بغض و کینہ لئے ہوئے تھے۔ اس صاحبِ دین حنیف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں جس کی قدموں کی خاک پر میری اور عالمین کی روحیں قربان ہوں، اے نبی رحمت، اے بادشاہ مطلق کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروزِ محشر ہماری شفاعت کرنا بحق اپنی بیٹی صدیقہ طاہرہ مظلومہ علیہا السلام جن کی پسلیاں توڑدی گئیں تھیں اور ان کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا تھا اور ان کی والدہ کے صدقے جو سیدہ نساء خدیجہ کبری علیہا السلام ہیں۔

---

[1] ۔ بحار الانوار، ج۱۶، ص۲۰-۷۷.

[2] ۔ مستدرک وسائل الشیعة، ج۱۴، ص۲۰۳۔

[3] ۔ أسد الغابة في معرفة الصحابة، ج۷، ص۸۱۔

Ilham®
Swiss Collection
Non-Alcoholic Long-Lasting Fragrances
Purchase Any 5 & Get 1 FREE!
Get Your Hands on This Deal Now!
38 Exquisite Fragrances Available @
www.ilhamnaturals.com/shop
0092-301-1131549
Order Now!
Million
Musk Tahara
+
Oud Wood
Swiss Collection
Dubai Outlet: Shop no.3, Al Shamal Hotel Building, Gold Souq, Deira Dubai - U.A.E. 00971-50 -1164726
Karachi Outlet: Shop no.4, K-R-1, Hassan Ali Building, Kutchery Road, Light House, Karachi - Pakistan.

HEMANI
fragrances

Introducing a Collection of
EVERLASTING FRAGRANCES

USE DISCOUNT CODE TO AVAIL 20% OFF*

HEMANI20

SCAN ME

info@hemanitrading.ae | www.hemaniherbals.com